ماہنامہ نصرۃ العلوم، دسمبر ۲۰۲۲ء

[جلد ۲۷، شمارہ ۱۲]

::: فہرست :::

عنوانات	رشحات قلم	صفحہ
۱۔ حالات وواقعات	مولانا زاہد الراشدی	۲
۲۔ اہل کتاب کی خرابیاں اور اہل ایمان کی مماثلت	مولانا صوفی عبد الحمید خان سواتیؒ	۵
۳۔ شوقِ مطالعہ	مولانا محمد فیاض خان سواتی	۱۵
۴۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ: تعارف وخدمات	مولانا زاہد الراشدی	۲۴
۵۔ حضرت لقمان حکیمؒ کی اپنے بیٹے کو نصیحتیں	مولانا محمد فیاض خان سواتی	۳۴
۶۔ امتِ مسلمہ کی کامیابی کا راز	مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ	۴۳
۷۔ حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانیؒ	مولانا سید اکبر شاہ بخاری	۴۷
۸۔ وفیات	مولانا محمد فیاض خان سواتی	۵۲
۹۔ جامعہ نصرۃ العلوم کے اعزازات	ادارہ	۵۶
۱۰۔ ہمارے اکابر اور ہم!	مولانا زاہد الراشدی	۵۸

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حالات وواقعات --- s --- مولانا زاہد الراشدی

شیخ الحدیث جامعہ نصرۃ العلوم

قطر حکومت کا ایک مستحسن اقدام

بعد الحمد والصلوٰۃ!

قطر میں فٹ بال کے ورلڈ کپ کا آغاز ہو گیا ہے اور یہ سرگرمیاں تقریباً ایک مہینہ جاری رہیں گی، دنیا بھر کی مختلف ٹیمیں اور لاکھوں لوگ وہاں پہنچ رہے ہیں اور پوری دنیا کی توجہ ادھر مبذول ہے، کھیل ہوتے رہتے ہیں، فٹ بال ہے، کرکٹ ہے، کبڈی ہے، اور بھی مختلف نوعیت کے کھیل ہیں، لیکن کھیل کے اس سلسلے کے آغاز پر دو باتیں ایسی ہوئی ہیں کہ جن پر اس وقت دنیا بھر میں، سوشل میڈیا پر اور میڈیا کے دوسرے شعبوں میں بحث جاری ہے۔

ایک بات تو یہ کہ کھیل کا آغاز قرآن پاک کی تلاوت سے ہوا ہے، اور دوسری یہ کہ منتظمین کی طرف سے کہا گیا ہے کہ باہر سے آنے والے مہمانوں کو قطر کی تہذیب اور عقیدے کا احترام کرتے ہوئے اس کے دائرے میں رہنا ہو گا، یہ بات بہت سے لوگوں کو ہضم نہیں ہو رہی اور ان کا یہ ہضم نہ ہونا باعثِ تعجب بھی ہے اور باعثِ حیرت بھی۔

قطر ایک اسلامی ملک ہے، وہاں مسلمانوں کی آبادی اور مسلمانوں کی حکومت ہے، مسلمان اپنی تہذیب، ثقافت اور کلچر رکھتے ہیں اور ہر قوم کو اپنی تہذیب، ثقافت اور کلچر کا احترام کرنے اور احترام کا تقاضا کرنے کا حق حاصل ہے، خود اقوامِ متحدہ کے منشور میں تمام قوموں کی تہذیبوں کے تحفظ کی بات کی گئی ہے۔

مسلمانوں کی تہذیب کی بنیاد ایمان، عقیدے، قرآن پاک، جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور اسوۂ حسنہ پر ہے، اس وقت دنیا میں کلچر اور سولائزیشن کے حوالے سے جو کشمکش جاری ہے، اس میں دو واضح کیمپ سامنے ہیں، قرآن پاک نے جس کو ایک آیت کریمہ میں یوں تعبیر کیا:

اِن یتبعون الّا الظّن وما تھوَی الانفس، ولقد جآئھم من ربھم الھُدٰی۔(النجم۔۲۳)

(نہیں پیروی کرتے یہ لوگ مگر گمان کی اور اس کی جو نفس خواہش کرتے ہیں، اور البتہ تحقیق ان کے پاس

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

آچکی ہے ان کے رب کی طرف سے ہدایت)

آج کی دنیا اپنی تمام روایات، اقدار، قوانین اور ضوابط کی بنیاد انسانی سوسائٹی کی خواہشات کو بناتی ہے، انسانی سوسائٹی کیا چاہتی ہے اور اس کی سوچ کیا ہے، اس پر ان کی بنیاد ہے، مغرب کا کہنا ہے کہ جو سوسائٹی کہتی، سوچتی اور طے کرتی ہے وہی حرفِ آخر ہے، جبکہ اسلام اس بات کو نہیں مانتا، اسلام کا کہنا ہے کہ ولقد جآئهم من ربهم الهُدٰی۔

مسلمانوں کی عبادات ہوں یا اخلاقیات، سسٹم ہو یا معاملات، تجارت ہو یا کلچر وثقافت، ان کی بنیاد اللہ رب العزت کے احکام اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر ہے، جب مسلمان اپنی تہذیب کی بنیاد آسمانی تعلیمات پر رکھتے ہیں تو اس تہذیب کو دوسرے اختیار نہ کریں، یہ ان کی مرضی ہے، لیکن اعتراض کرنے اور دباؤ ڈالنے کا کسی کو کوئی حق نہیں ہے، بلکہ یہ جبر ہے، طنز کرنا، استہزاء کرنا، مذاق اڑانا اور یہ کہنا کہ یہ کیوں ہوا ہے، بھئی! کیوں نہ ہو؟ مغرب اپنے کام اپنے طریقے سے کرتا ہے، امریکہ اپنے معاملات اپنے طرز پر انجام دیتا ہے، برطانیہ اپنے معاملات اپنے حساب سے کرتا ہے تو قطر کو کیوں حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنی تہذیب، عقیدے، کلچر اور تمدن کا احترام کرے اور کروائے۔

دیکھئے! یہ بات اب اس مقام پر پہنچ گئی ہے کہ مغرب نے انسانی معاملات اور سوسائٹی کے مختلف شعبوں کو آسمانی تعلیمات سے الگ نہیں بلکہ باغی کر دیا ہے اور اس نے آسمانی تعلیمات سے مکمل انحراف اور بغاوت کر رکھی ہے، اور وہ بغاوت ہم پر بھی تھوپنا چاہتا ہے، لیکن الحمد للہ ملتِ اسلامیہ خواہ دنیا کے کسی بھی حصے میں ہے، وہ اکثریت میں ہو یا اقلیت میں، اپنی بنیادوں سے دست بردار ہونے کو تیار نہیں ہے، یہ بات مغرب کو سمجھ نہیں آ رہی ہے، بلکہ سمجھ تو آ رہی ہے ماننے کو تیار نہیں ہے، لیکن یہ بات اسے ماننا ہوگی، مسلمانوں کے انفرادی، خاندانی، اجتماعی، سماجی تمام معاملات کی بنیاد قرآن پاک، سنت رسول اور آسمانی تعلیمات پر ہے، یہ ہماری اجتماعیت کی بنیاد بھی ہے، فیملی کی بنیاد بھی ہے اور انفرادی بنیاد بھی ہے، اس پر قائم رہنا، اس کی حفاظت کرنا اور اس کی حفاظت کروانا مسلمانوں کا حق ہے، دنیا کے تمام ملکوں میں جہاں بھی مسلمان رہتے ہیں ان کی تہذیب وثقافت میں کسی کو مداخلت کا حق حاصل نہیں ہے، اور پھر اپنے ملک میں تو بالکل بھی نہیں ہے۔

چلو مغرب اپنے کسی ملک میں کہتا ہے کہ یہ نہیں کرنا اور وہ نہیں کرنا، ان کا الگ دائرہ ہے، لیکن کسی مسلمان

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ملک، مسلمان حکومت اور مسلمان ریاست میں ان پر طنز کیا جائے کہ انہوں نے قرآن کیوں پڑھا ہے، استہزاء کیا جائے کہ انہوں نے اپنے کلچر کی بات کیوں کی ہے، یہ جبر اور دھاندلی ہے جو مغرب اور مغرب کے ہمنوا حلقے اس موقع پر کر رہے ہیں، یہ بڑی شرم کی بات ہے کہ اپنی تہذیب کی بالا دستی کا ڈھنڈورا پیٹنے والے دوسروں کی تہذیب کے وجود کو تسلیم نہیں کر رہے، ہم مغرب کی تہذیب کی بنیادوں کو نہیں مانتے، دنیا کے ڈیڑھ ارب مسلمان ہوں یا جتنے بھی ہوں، ان کی غالب اکثریت اپنے انفرادی، خاندانی اور اجتماعی معاملات کی بنیاد اللہ اور رسول کو مانتی ہے، ہمارا اپنا عقیدہ، اپنا کلچر، اپنی تہذیب اور اپنا سماج ہے، مغرب کو یہ حق ہے کہ اسے نہ مانے، مغرب کو یہ حق ہے کہ اپنے ہاں جو پابندیاں لگاتا ہے لگاتا رہے، وہ اس کی مرضی ہے، لیکن مغرب مسلمان ملک اور مسلمان ریاست پر دھاندلی اور جبر کے ذریعے اپنی ثقافت کو مسلط کرنے کے درپے ہے، یہ بات درست نہیں ہے۔

میں قطر کی حکومت کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں، انہوں نے تہذیبوں کے تصادم اور سولائزیشن وار کے اس دور میں اپنی بنیاد اور اپنی کمٹمنٹ کا اظہار کر کے ملتِ اسلامیہ کے دلوں کی ترجمانی کی ہے، اس پر وہ خراجِ تحسین، تشکر اور تبریک کے مستحق ہیں، دنیا بھر کے شعوری مسلمانوں کو اس کا خیر مقدم کرنا اور ساتھ دینا چاہئے، یہ ہمارا حق ہے کہ ہم اپنی تہذیب اور عقیدے کی بات کریں، اپنے ملک میں اس کے دائرے کی حفاظت کریں، اس کے احترام کا تقاضا کریں اور جو ہمارے ہاں آئے تو اس کے احترام کیلئے یہ ہمارا درست تقاضا ہے کہ ہمارے ہاں آؤ گے تو ہماری تہذیب کی پابندی کرو گے اور اس کے دائرے میں رہو گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ میچ کو اپنے مقاصد میں کامیاب کرے اور قطر کی حکومت نے جو انتہائی خوش آئند آغاز کیا ہے، اللہ پاک باقی دنیا کی مسلمان حکومتوں کو بھی توفیق عطا فرمائے کہ ایسے مواقع پر اپنی ملی حمیت اور اپنی ثقافتی غیرت کا اظہار کیا کریں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

پاکستان کی مسلح افواج کے ماٹو میں ''جہاد'' کا لفظ شامل ہے مگر جہاد کی اصطلاح کو ایک عرصہ سے بین الاقوامی سیکولر لابیوں نے جس منفی مہم کا نشانہ بنا رکھا ہے اس کے مقابلے میں جہاد کے لیے قوم کی ذہن سازی کا ماحول دکھائی نہیں دے رہا، یہ ہماری سیاسی وعسکری قیادت کیلئے لمحۂ فکریہ ہے۔

حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

خطبہ جمعۃ المبارک (غیر مطبوعہ) --- s --- مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ
بانی جامعہ نصرۃ العلوم

اہلِ کتاب کی خرابیاں اور اہلِ ایمان کی مماثلت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى،اَمَّا بَعْدُ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِo بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِo

وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ، لَبِئْسَ مَاكَانُوْا يَعْمَلُوْنَ o لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبَّانِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ، لَبِئْسَ مَاكَانُوْا يَصْنَعُوْنَo (المائدہ۔۶۲،۶۳)

محترم حاضرین وبرادران اسلام!

سورۃ المائدہ کا تعارف

اِس وقت میں نے آپ کے سامنے سورۃ المائدہ کی دو آیات مبارکہ نمبر ۶۲،۶۳ تلاوت کی ہیں، یہ سورۃ سبع طوال یعنی سات لمبی سورتوں میں شمار ہوتی ہے جو کہ ایک سو بیس آیات پر مشتمل ہے، یہ ایک اہم سورۃ ہے جس میں حلال وحرام کے احکام کی بہت وضاحت کی گئی ہے، گذشتہ سورۃ النساء میں نکاح کی حلت وحرمت کا قانون سمجھایا گیا ہے، جبکہ اس سورۃ میں اشیاء خوردونوش کی حلت وحرمت مذکور ہے۔

مائدہ کا معنی دسترخوان ہوتا ہے یعنی وہ چھوٹی چیز جس پر کھانا چنا جاتا ہے، چونکہ حضرت عیسیٰؑ کی دعا کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے آسمان سے دسترخوان نازل فرمایا تھا، اس لئے اس سورۃ کا نام سورۃ المائدہ ہے۔

حلت وحرمت کے قانون کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں توحید کے اثبات اور شرک کی تردید کو بیان کیا ہے، نصاریٰ کے عقیدہ تثلیث کا رد ہے، فرائض کا ذکر ہے، کفارے کا بیان ہے، اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کا ذکر ہے اور قتال کے علاوہ دوسرے بہت سے احکام بھی بیان کئے گئے ہیں۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اہل کتاب کا شکوہ

سورۃ کی ابتدا میں حلت وحرمت کا قانون بیان ہوا ہے اور اس سلسلہ میں اللہ نے اہل کتاب کا شکوہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے مختلف مواقع پر اللہ کے قانون کی خلاف ورزی کی اور حرام چیزوں کو حلال سمجھنے لگے اور حیلے بہانوں سے حرام چیزوں کو حلال قرار دینے کی کوشش کی، چنانچہ آپ سنتے رہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لعن اللّٰہ الیھود یہودیوں پر لعنت ہو اللہ تعالیٰ کی حرمت علیھم شحوم اُن پر چربی حرام قرار دی گئی تھی مگر انہوں نے چربی بیچ کر اس کی قیمت کھانا شروع کر دی، جب ان کی توجہ چربی کی حرمت کی طرف دلائی جاتی تو وہ جواب دیتے کہ ہم نے چربی تو نہیں کھائی، وہ تو کسی دوسرے نے کھائی ہو گی جس کے ہاتھ میں ہم نے اس کو پگھلا کر فروخت کر دیا ہے ،گویا اس طریقے سے انہوں نے حرام کو حلال ٹھہرالیا، لہٰذا وہ خدا تعالیٰ کے ہاں ملعون اور مغضوب قرار پائے، اُن پر اللہ کی ناراضگی آئی اور ان کے دل ٹیڑھے اور سخت ہو گئے، اس طرح اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کا شکوہ بیان کیا ہے۔

اہل ایمان کے لیے اشارہ

تلاوت کردہ آیات سے پہلے یہود کی شرارتوں، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اس کے قانون کی قانون شکنی کا ذکر ہے، اِن آیات میں بھی بنیادی طور پر انہی کا ذکر ہے اور اُن کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ نے بات اہل ایمان کو بھی سمجھائی ہے کہ وہ بھی یہودیوں کے نقش قدم پر چل کر انہی جیسے نہ بن جائیں، اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب قرآن اور اس کے قانون کو قیامت تک کے لیے نافذ العمل قرار دیا ہے، بعض باتیں صراحت کے ساتھ اور بعض اشارے سے سمجھائی گئی ہیں، حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے لتتبعن سنن من کان قبلکم (الحدیث) یعنی تم بھی پہلے لوگوں کے نقش قدم پر بالشت با بالشت اور ہاتھ با ہاتھ چلنے لگو گے، لوگوں نے عرض کیا، حضور! کیا اس سے مراد یہود نصاریٰ ہیں، آپؐ نے فرمایا ہاں وہی مراد ہیں جو صاحبِ کتاب تھے اور اپنی نسبت نبیوں کی طرف کرتے تھے، جس طرح ان کے دل ٹیڑھے ہوئے اور اُن میں خرابیاں پیدا ہوئیں، اسی طرح تم بھی ان کے نقش قدم پر چلنے لگو گے، حتیٰ کے اگر اُن میں سے کوئی کسی کیڑے مکوڑے کے سوراخ میں گھسنے کی کوشش کرتا تھا تو تم بھی ویسے ہی کرو گے، یہ بات یہاں پر اہل ایمان کو اشارے سے سمجھائی جا رہی ہے۔

اہل کتاب کا عمل

تلاوت کردہ آیات میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَتَرٰی کَثِیۡرًا مِّنۡهُمۡ یُسَارِعُوۡنَ فِی الۡاِثۡمِ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

وَالْعُدْوَانِ اے مخاطب! تم یہود ونصاریٰ میں سے بہت سے لوگوں کو دیکھو گے جو گناہ اور تعدی کی طرف تیزی سے جا رہے ہیں، یہ خطاب عام بھی ہوسکتا ہے اور حضور علیہ السلام کی ذات مبارکہ کو بھی ہوسکتا ہے اور آپ کے ذریعے سے ساری انسانیت کو بات سمجھائی گئی ہے، تو مطلب یہ ہے کہ اے مخاطب! وہ جو تم اللہ کی کتاب کو سنتے ہو اور احکامِ الٰہی کو مانتے ہو، تم دیکھو گے کہ ان (یہود نصاریٰ) میں سے بہت سے لوگ گناہ اور تعدی کی طرف سبقت کر رہے ہیں، جلدی کے ساتھ دوڑ دوڑ کر جا رہے ہیں یعنی اہل کتاب میں سے اکثریت کی یہی حالت ہے، تعدی یا زیادتی کے لیے قرآن پاک میں سرکشی اور بغاوت کے الفاظ بھی استعمال کئے گئے ہیں، جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ (النحل۔۹۰) بیشک اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے انصاف اور احسان کرنے کا، نیز رشتہ داروں کو دینے کا، اور بے حیائی، نامعقول کاموں اور سرکشی سے منع کرتا ہے۔

صغیرہ اور کبیرہ گناہ

یہود ونصاریٰ کی نسبت گناہ اور تعدی دو باتوں کی طرف کی گئی ہے، گناہ میں صغائر اور کبائر دونوں قسم کے گناہ آتے ہیں، اور وہ دونوں یہاں پر آمدہ لفظ اثم میں شامل ہیں، صغیرہ اور کبیرہ گناہ قرآن پاک کی اصطلاح ہے، صغیرہ گناہ تو محض نیکیاں انجام دینے سے معاف ہوتے رہتے ہیں جیسے اللہ کا فرمان ہے اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ (ھود۔۱۱۴) بیشک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں، حضور علیہ السلام کا ارشاد مبارک ہے کہ اگر آدمی کے ہاتھ، پاؤں یا آنکھوں سے کوئی تھوری بہت زیادتی ہوئی ہے تو آدمی کے وضو کرنے کی وجہ سے وضو کے آخری قطرۂ آب گرنے کے ساتھ ہی اس کے سارے صغائر گر جاتے ہیں اور آدمی ایک لحاظ سے پاک صاف ہو جاتا ہے، پھر بعض صغائر نماز پڑھنے سے، بعض صدقہ خیرات کرنے سے اور بعض امر بالمعروف کرنے سے معاف ہو جاتے ہیں، لیکن کبائر بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے اور پھر اس کے بھی آگے دو حصے ہیں، ایک حصہ اللہ کا ہوتا ہے، وہ چاہے تو بغیر توبہ کے بھی معاف فرما دے، لیکن شرک، کفر، نفاق اور بدعقیدگی کے متعلق اس کا قطعی اعلان ہے کہ ان کو معاف نہیں کرے گا، ان کے علاوہ جس گناہ کو چاہے معاف فرما دے گا مگر قانون یہی ہے کہ توبہ کرے گا تو معافی ملے گی۔

حقوق العباد

اور پھر صغائر اور کبائر دونوں میں حقوق العباد بھی آتے ہیں، جہاں تک اللہ کے حق کا تعلق ہے تو وہ توبہ کرنے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سے معاف فرما دیتا ہے یا چاہے تو بغیر توبہ بھی معاف کر دے، خاص طور پر اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں کرتا، جب تک آدمی موت سے پہلے پہلے توبہ نہ کر لے اور شرک کی جگہ توحید کا عقیدہ نہ اپنا لے، البتہ حقوق العباد توبہ سے بھی معاف نہیں ہوتے، کسی کا حق دبایا، ناجائز طریقے سے مال کھایا ہے، قرضہ واپس نہیں کیا، امانت میں خیانت کی ہے، کسی کو گالی دی ہے یا کوئی زیادتی کی ہے تو آدمی ہزار بار بھی توبہ کرے مگر اللہ معاف نہیں کرتا، جب تک حقدار بندہ معاف نہ کرے، مفسرین کرام آیت کریمہ اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا وَاَصۡلَحُوۡا (البقرۃ۔۱۶۰) (جن لوگوں نے توبہ کی اور اصلاح کر لی) کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ اصلاح میں دو باتیں آجاتی ہیں، یعنی ایک تو غلطی کی توبہ کر لی ہے تو اس کی اصلاح کی جائے، اگر فرائض رہ گئے ہیں تو ان کو ادا کیا جائے اور اگر کسی کا حق دبایا ہے تو اس کو ادا کیا جائے یا صاحبِ حق سے معاف کرالیا جائے، اس کے علاوہ معافی کی کوئی اور صورت نہیں ہے، اگر صاحب حق موجود ہے تو اس سے معاف کرایا جائے، اور اگر وہ فوت ہو گیا ہے تو اس کے وارثوں سے معاملہ طے کیا جائے، اُن کو حق ادا کیا جائے یا معاف کرایا جائے اگرچہ اس کے ورثا چار پشتوں کے بعد بھی موجود ہوں۔

گناہ اور تعدی کی وضاحت

حقوق العباد کا معاملہ بہت سخت ہے مگر لوگ اس کی پرواہ نہیں کرتے حالانکہ اس کی ادائیگی یا معاف کرائے بغیر جان نہیں چھوٹے گی، لہٰذا حقوق العباد صغیرہ اور کبیرہ دونوں قسم کے گناہوں میں شامل ہیں، مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ اثم سے مراد وہ گناہ ہیں جن کا تعلق انسان کی اپنی ذات کے ساتھ ہوتا ہے اور عدوان سے مراد وہ تعدی یا زیادتی ہے جو دوسروں کے ساتھ کی جائے، اگر کسی نے دوسرے شخص کا نقصان کیا ہے، مارا پیٹا ہے، قتل کیا ہے یا حق تلفی کی ہے تو یہ عدوان میں داخل ہے، مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تلاوت کردہ آیت میں فرمایا کہ یہود و نصاریٰ میں سے تم بہت سے لوگوں کو دیکھو گے جو گناہ اور تعدی کی طرف دوڑ دوڑ کر جا رہے ہیں، نیکی کی طرف جانے والے اقل من القلیل یعنی بہت تھوڑے ہیں، اکثریت گناہ اور زیادتی کی طرف ہی جا رہی ہے۔

اہل ایمان کی حالت

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو حالت یہود و نصاریٰ کی بیان کی ہے، وہی حال اب مسلمانوں کا بھی ہے، یہ کھیل تماشا، فلم انڈسٹری، گانا بجانا، عیاشی فحاشی، فرائض کا ترک، حدود شکنی، احکامِ الٰہی کی بے حرمتی وغیرہ کیا گناہ کی بات نہیں ہے جس کے مسلمان مرتکب ہو رہے ہیں؟ ورنہ ہر ایک اہل ایمان کے لیے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ضروری ہے کہ وہ پنج وقتہ نماز نماز ادا کرے، شعائر اللہ کی تعظیم بجالائے، خدا تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرے، صبر کا دامن تھام رکھے، شعائر اللہ میں نبی کی ذات، قرآن پاک، نماز، آذان، روزہ، حج، خانہ کعبہ، اور تمام مساجد داخل ہیں، لہٰذا ان سب کا احترام ضروری ہے، لیکن مسلمان بے حرمتی کی طرف دوڑ دوڑ کر جارہے ہیں، دیکھو پتنگ بازی کی طرف کتنی دنیا جارہی ہے، حکومت اس کو بند کیوں نہیں کرتی، اس میں مال کے ضیاع، بے پردگی، زیادتی ہی تو ہے، یہ ڈور کا دھاگہ اور پتنگ سازی کا کاغذ اور بانس کی چھڑیاں کس کھاتے میں جائیں گی، کیا ان کا کوئی دوسرا مصرف نہیں ہے، اور کیا یہ گناہ کی بات نہیں ہے؟ اس میں تو محض نقصان ہی نقصان ہے یا ہندوؤں کی خوشنودی ہے، ہندو یا شیطان تو راضی ہوگا مگر خدا تعالیٰ تو ضرور ناراض ہوگا، لوگ کتنی تیزی کے ساتھ اس اسراف کے کام کی طرف جارہے ہیں، آگے رجب کا مہینہ بھی آرہا ہے، اس میں بھی آپ دیکھیں گے کہ مسلمان کتنی بارود بازی کرتے ہیں، کیا یہ اسراف وتبذیر نہیں ہے؟ اگر مسجد کی چھت پر چڑھ کر پتنگ بازی کی جائے تو اس سے زیادہ مسجد کی بے حرمتی کیا ہوگی؟ اللہ تعالیٰ کے گھر کو تو پاک صاف رکھنے کا حکم ہے، اس سے نجاست کو دور کرنا ضروری ہے، مسجد کی بے حرمتی سے تو آدمی ڈبل گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔

اب فحش گانے راستہ چلتے کانوں میں پڑرہے ہیں، کہتے ہیں کہ ترقی ہورہی ہے، آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ ٹیلیویژن پر شیطنت کے سوا کیا ہوتا ہے، کیا بے پردہ عورتوں کی فوٹو دیکھانے سے دنیا میں نیکی پھیلتی ہے؟ عورتوں کی ہاکی کی ٹیمیں بن رہی ہیں، میچ ہورہے ہیں، اس سے بڑھ کر بے حیائی کا کیا کام ہوسکتا ہے؟ یہ نہ تو اسلام کی تعلیم ہے نہ مسلمانوں کا شیوہ ہے، اللہ تعالیٰ نے تو عورت کو پاکیزہ حیثیت دی ہے، بڑے حقوق عطا کئے ہیں اور تحفظ دیا ہے، عورت کو پردے میں رہنے کا حکم دیا ہے، عریانی سے منع کیا گیا ہے، جب تک اخبار میں عورت کی بدترین فوٹو نہ آئے اخبار کی شان ہی نہیں بڑھتی، کوئی پسند ہی نہیں کرتا، اب بتاؤ گناہ کی کتنی باتیں ہورہی ہیں اور برائی کا کتنے لوگ خیال کرتے ہیں، جہاد میں کتنے لوگ حصہ لیتے ہیں اور تبلیغ میں کتنے لوگ حصہ لیتے ہیں، گناہ سے روکنے کا کوئی انتظام نہیں ہے، اب تو شریعت کا نام لینا بھی گوارا نہیں کیا جاتا، شریعت کا قانون کون جاری کرے گا، محض ٹال مٹول سے ہی کام لیا جارہا ہے۔

علماء حق اور علماء سوء

علماء کا حال بھی خراب ہے، تفریق اور فرقہ واریت ہے، علماء میں بھی خودغرضی آگئی ہے، مگر بعض علماء اب بھی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ کے دین اور شریعت کو قانون بنالو، اس سے سب کا بھلا ہوگا، خدا کے قانون میں کسی پر زیادتی نہیں ہوتی، انسانوں کے بنائے قوانین منحوس اور لعنتی قوانین ہیں، سرمایہ دارانہ قانون ہو یا اشتراکیت کا قانون ہو، سوشلزم ہو یا کیپٹل ازم، ہرصورت میں ظلم ہی ظلم ہے، یہ زیادتی اور تعدی کے قوانین ہیں، اِن کی موجودگی میں کسی کو جائز حق نصیب نہیں ہوگا، امن وسکون اور صحیح حق اللہ کے قانون میں ہی ملے گا جس سے حاکم اور محکوم سب کا بھلا ہوگا، مگر ہم اللہ کے قانون اور شریعت کے ساتھ جو سلوک کر رہے ہیں وہ خدا ہی جانتا ہے، لوگ غفلت، انتشار، ٹال مٹول اور گناہ کی باتوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔

حکام کی ذمہ داری

یہودیوں والی حالت ہمارے اندر بھی آ گئی ہے اور اس میں بڑا حصہ حکام کا ہے جس کی وجہ سے ہر طبقہ میں خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں، دنیا داری ہر گروہ میں پیدا ہو چکی ہے، جب تک برائی کو قانون کے ذریعے ختم نہیں کیا جائے گا اس وقت تک وہ ختم نہیں ہوگی، حضور علیہ السلام اور خلفائے راشدینؓ نے جو نظام قائم کیا تھا، انہوں نے برائی کو قانوناً ختم کیا تھا، حضور علیہ السلام نے موسیقی کو شیطانی کام قرار دیا ہے، مگر ہم اس کے بغیر رہ ہی نہیں سکتے، ہماری خبریں بھی موسیقی کے بغیر نشر نہیں ہوتیں، یہ تو شیطان، یہود ونصاریٰ، انگریزوں اور کافروں کو راضی کرنے والی بات ہے، کہتے ہیں کہ موسیقی روح کی غذا ہے، یہ بیشک شیطانوں کے روح کی غذا ہے، یہ ایمان والوں کے روح کی غذا نہیں ہے، آپ کوئی پروگرام ساز کے بغیر نہیں سن سکتے، شریعت تو ان چیزوں کا مٹانا چاہتی ہے اور اس کی جگہ اچھی باتوں کو رائج کرنا چاہتی ہے، مگر تم غیروں کے طور طریقے، دستور اور مذہب کو ہی پھیلانا چاہتے ہو، یہ تو منکر ہے، معروف نہیں ہے، یہ برائی ہے، نیکی نہیں ہے، یہ سیّآت ہیں حسنات نہیں ہیں، اسلام تو صالحات کو اور معروف کو پھیلانا چاہتا ہے اور منکر اور سیات کو مٹانا چاہتا ہے، ظلم کی بیخ کنی کر کے عدل کو قائم کرنا چاہتا ہے، ہم کام الٹے کرتے ہیں اور نام اسلام کا لیتے ہیں۔

ملک میں حدود آرڈننس بل بھی نافذ ہے، کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ کسی ایک مجرم کو ایک بھی شرعی کوڑا لگایا گیا ہو؟ چوری، ڈاکہ، زنا وغیرہ کی جو حد مقرر کی گئی ہے اس کا استعمال کسی ایک حد شکن پر بھی کیا گیا ہو؟ مگر یہاں کا قانون تو انگریز کا بنایا ہوا ہے جس میں مجرم کو قید کر دیا جاتا ہے یا جرمانہ کی سزا دی جاتی ہے، اگر تعزیر لگاؤ گے تو وہ حد نہیں ہوگی اور حد لگائی ہے تو سیدھے طریقے سے حد لگاؤ جو شریعت نے مقرر کی ہے، ورنہ یہ تو اسلام کو بدنام کرنے والی بات

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہے، مارشل لاء کے درے تو لگ سکتے ہیں مگر شرعی کے درے روا نہیں ہیں غرضیکہ حدود آرڈیننس کا نفاذ کہنے کو تو ہوا ہے مگر اس پر عمل درآمد تو نظر نہیں آتا۔

یاد رکھو! اجتماعی طور پر مسلمان حکام کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ملک اور لشکر کی تدبیر کریں اور دشمن کا مقابلہ کریں، امن کو قائم کرنا اور حدود کی حفاظت حکومت کے فرائض میں داخل ہے، آخر امن کیوں قائم نہیں ہوتا، محض ایک دوسرے کو متہم کیا جاتا ہے کہ فلاں پارٹی کافر ہے، فلاں فرقہ غیر ناجی ہے، جان و مال اور عزت و آبرو کا تحفظ حکومت کا کام ہے، وہ کیا کر رہے ہیں، وزارتیں لے رہے ہیں، تنخواہیں بٹور رہے ہیں اور کوٹھیاں بنا رہے ہیں اور سارا تماشہ دیکھ رہے ہیں مگر ملک اور قوم کی اصلاح کی طرف توجہ دینے کے لیے اُن کے پاس وقت ہی کہاں ہے، وہ فرائض کب ادا کریں گے اور ملک میں امن کب قائم ہوگا؟

علماء کی ذمہ داری

ادھر علماء کا بھی فرض ہے کہ وہ شریعت کی حفاظت کریں اور خیال رکھیں کہ کوئی فرد یا حکومت کوئی غلط کام نہ کرنے پائے، علمائے حق نے ہمیشہ باطل پرستوں کا رد کیا ہے، کوئی عالم کسی حکومت کا مخالف نہیں ہے بلکہ برائیوں کا مخالف ہے کیونکہ اللہ نے یہ ذمہ داری علماء پر ڈالی ہے کہ وہ شریعت کی حفاظت کریں اور جائز ناجائز، حق اور باطل، غلط اور صحیح کی وضاحت کرتے رہیں، جس وکیل نے قرآن وسنت کا علم حاصل نہ کیا ہو، فقہ اسلامی کو نہ پڑھا ہو، آثار سلف صالحین سے واقف نہ ہو، وہ شریعت کی حدود کو کیسے جان سکتا ہے، کسی مریض کو کوئی عقلمند علاج کے لیے کسی موچی کے پاس تو نہیں لے جائے گا بلکہ حکیم یا ڈاکٹر کے پاس لے جائے گا جس نے طب کا علم حاصل کیا ہو، لباس سلوانے کے لیے درزی کے پاس اور مکان بنوانے کے لیے کسی کاریگر کے پاس ہی جائے گا، اسی طرح دین کی بات وہی بتلا سکتا ہے جس نے دین کا علم حاصل کیا ہو، شریعت اور جائز ناجائز کی بات علماء کی بتلا سکتے ہیں اور علماء حق نے یہ فریضہ ہمیشہ ادا کیا ہے، بعض آدمی دنیا کے دھندے میں پڑ کر بے جا طرفداری کرتے ہیں لیکن ایسے لوگوں پر علماء کا اعتماد نہیں ہوتا، لوگ ہمیشہ حق پرست علماء کی بات ہی مانتے ہیں، فتویٰ بھی انہی کا چلتا ہے جو صحیح بات کرتے ہیں۔

بہتری کی تین باتیں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد مبارک ہے لا تزال ھذا الامۃ بخیر یہ امت ہمیشہ بہتری میں رہے گی جب تک ان میں تین باتیں پائی جاتی رہیں گی۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

(۱) اذا قالت صدقت : جب بات کریں گے تو سچی بات کریں گے، جھوٹ فراڈ، دھوکہ والی اور ڈپلومیٹک بات نہیں کریں گے۔

(۲) اِذاقَضیٰ فَعَدَلَت : جب فیصلہ کریں گے تو انصاف کے ساتھ کریں گے، کسی کی رورعایت یا طرفداری نہیں کریں گے، ایسا نہیں کہ یہ گونر کا آدمی ہے، ہیروئن میں پھنس گیا تو ہمارے لیے خرابی کا باعث ہوگا، اس طرح تو سارا نظام درہم برہم ہوجاتا ہے، تو فرمایا جب فیصلہ کریں گے تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں گے۔

(۳) اذا سُئلت رَحْمَةً رَحِمَتْ : جب اُن سے رحم طلب کیا جائے تو مہربانی کریں۔

فرمایا اگر مسلمانوں میں یہ تین باتیں ہوں گی تو امت ہمیشہ بہتری میں رہے گی۔

حکام سے مطلوب

امام ابوبکر جصاص ؒ مفسر قرآن فرماتے ہیں کہ مسلم حکام سے تین باتوں کا مطالبہ ہے کیونکہ یہ تین باتیں ان کے فرائض میں داخل ہیں۔

(۱) الذی لایتبعوا الھویٰ : یہ کہ وہ خواہشات کے پیچھے نہ چلیں بلکہ خدا کے قانون کا منشاء پورا کریں ورنہ نظام درہم برہم ہوجائے گا، فتنہ فساد اور بدامنی ہوگی۔

(۲) یَخْشَی اللّٰہَ : یہ کہ وہ اللہ کا خوف رکھتے ہوں، اللہ کے سوا کی کا خوف نہ ہو، کسی پارٹی کی مضبوطی کا ڈر نہ ہو کہ یہ ہمیں حکومت سے علیحدہ کردے گی۔

(۳) ولا یشتروا بایٰات اللہ ثمناً قلیلاً : خدا کے دین، شریعت اور آیات کو دنیا کی حقیر دولت کے بدلے میں فروخت نہ کریں بلکہ دین اور شریعت پر مضبوطی سے قائم رہیں اور اس کی حفاظت کریں۔

علماءِ سو کی مثال

اس کے ساتھ ساتھ علماء کو یہ بات بھی سمجھائی گئی ہے جو مسیح علیہ السلام نے سمجھائی تھی، علماءِ حق بھی ہوتے ہیں اور علماءِ سو بھی، علماءِ حق صحیح بات کرتے ہیں اور اس پر عمل بھی کرتے ہیں، البتہ علماءِ سو کا ظاہر تو اچھا ہوتا ہے، اُن کا مقام، لباس، گفتگو اور تقریر تو اچھی ہوتی ہے مگر باطن نجاست سے بھرا ہوا ہوتا ہے، اس کی مثال گندی نالی سے دی جاسکتی ہے جس کے باہر تو سیمنٹ کی پختگی ہوتی ہے لیکن اندر گندگی بھری ہوتی ہے، اُن میں خدا پرستی کی بجائے دنیا پرستی ہوتی ہے، نیز حکام اور سرمایہ داروں کی طرف داری اُن کا شیوہ ہوتا ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حضرت ابودرداءؓ کی راویت میں بھی آتا ہے کہ اُس عالم کے لیے تباہی وبربادی ہے جو سینگ مارتا ہے جیسے بکری سینگ مارتی ہے، ایسا عالم سچی بات اور حق پرستوں کی مخالفت کرتا ہے اور بلا وجہ نقصان پہنچاتا ہے، ایسا عالم بلا وجہ دوسروں کو کافر کہتا ہے اور برائی کی طرف منسوب کرتا ہے، فرمایا ایسے علماء نیکی کی بات نہیں کرتے بلکہ سینگ مارتے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے کہ حق کے مقابلے میں کسی چیز کی پرواہ نہ کرو، دولت مند کی دولت پر نظر نہ رکھو، اگر تمہاری نگاہ دولت کی چمک دمک پر ہوگی تو نورِایمان سلب ہوجائے گا، علماء سو بھی اس بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں اور دوسرے لوگ بھی، لوگو! اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو۔

حضرت عمرؓ کا آخری خطبہ

ایک ذمہ داری کی بات عرض کروں جو کہ حضرت عمرؓ نے اپنے آخری خطبہ میں فرمائی تھی، حج کرنے کے بعد مدینہ میں یہ آپ کا آخری خطبہ جمعہ تھا جس کے چند دن بعد ہی آپ پر حملہ ہوا اور آپ زخمی ہو کر شہید ہو گئے، آپؓ نے فرمایا تھا اللّٰھم انی اشھد علیٰ امراء اے اللہ! میں تجھے گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے صوبوں، ضلعوں اور شہروں میں جو حکام مقرر کئے ہیں انما بعثتھم لیعلموا الناس دینھم اِن کو اس لیے مقرر کیا تا کہ لوگوں کو اُن کا دین سکھلائیں، نبی کی سنت سے متعارف کرائیں اور انصاف کریں محض تنخواہیں کھانے، کھیل تماشے کی سر پرستی کرنے اور کوٹھیاں بنانے کے لیے اُن کو مقرر نہیں کیا، عیاشی اور فحاشی کے کاموں کے لیے اُن کو یہ ذمہ داری نہیں سونپی بلکہ اس لیے کہ وہ مال کو صحیح طریقے سے تقسیم کریں اور اگر کوئی مشکل درپیش ہو تو مجھ تک پہنچائیں۔

یہ سارے حکام کی ذمہ داری میں شامل ہے مگر اب تو ان میں سے کوئی چیز بھی نظر نہیں آتی، ہر کام دین اور سنت کے خلاف ہی ہوتا ہے، ظلم و جور ہی ہر طرف ہو رہا ہے، عدل کہیں ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتا، مال کی تقسیم بھی صحیح نہیں ہے بلکہ رشوت، سفارش اور طرفداری ہی نظر آتی ہے، یہ صحیح حدیث بھی میں نے آپ کی خدمت میں پیش کر دی ہے۔

اہل کتاب کی مذمت

تو تلاوت کردہ آیت میں اللہ کا فرمان ہے کہ تم اُن میں بہت سے لوگوں کو دیکھو گے کہ گناہ اور تعدی کے کاموں کی طرف دوڑ دوڑ کر جا رہے ہیں، وَاَکْلِہِمُ السُّحْتَ اور حرام خوری کی طرف بھی ان کی بہت رغبت ہے، سود، رشوت، ناجائز اور حرام کمائی کی طرف دوڑ دوڑ کر جا رہے ہیں لَبِئْسَ مَاکَانُوْا یَعْمَلُوْنَ بہت برا ہے جو کچھ وہ کر رہے ہیں، اللہ نے ان کی مذمت بیان کی ہے اور ساتھ یہ بھی فرمایا ہے لَوْلَا یَنْھٰھُمُ الرَّبَّانِیُّوْنَ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ اُن کے علماء اور پیر فقیر اُن کو گناہ کی بات اور حرام خوری سے کیوں نہیں روکتے، یہ علماء کا فریضہ ہے جو اللہ نے سمجھایا ہے، وہ خود بھی اسی روش پر ہیں لہٰذا کسی کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے، بات اہل کتاب سے چلائی مگر اصول سب کو سمجھا دیے ہیں، مسلمانوں پر بھی یہ بات واضح کر دی ہے تاکہ وہ غافل نہ رہیں۔

ایک اہم دینی مسئلہ

(س) کیا شادی کے موقع پر کرنسی نوٹوں والے ہار پہننا جائز ہے؟

(ج) یہ رسم باطلہ ہے اور گناہ کی بات ہے، اگر کسی کی مالی اعانت مقصود ہے تو وہ صحیح طریقے سے بھی کی جا سکتی ہے جو کہ اچھی بات ہے، وگرنہ یہ سہرابندی اور نوٹ بازی تو بیہودہ طریقے ہیں، یہ اللہ کی ناراضگی کا باعث ہے، اس سے بچنا چاہیے۔

دعائیہ کلمات

سعید صاحب کے والد محمد اسحاق صاحب بیمار ہیں، ایک طالب علم نے امتحان میں کامیابی کے لیے دعا کی درخواست کی ہے، خود طالب علم کو بھی محنت کرنی چاہیے، ہم لوگ بھی دعا کرتے ہیں۔

یہ صاحب دماغی مرض میں مبتلاء ہیں، ایک صاحب نے لائل پور سے خط لکھا ہے کہ ان کے دوست عبدالمجید صاحب کی بیوی فوت ہوگئی ہے۔

بھائی! سب حضرات دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ تمام بیمار مسلمان مردوں، عورتوں، بچوں، بوڑھوں کو شفائے کاملہ عاجلہ نصیب فرمائے اور جو مسلمان وفات پا چکے ہیں اللہ تعالیٰ سب کی بخشش و مغفرت فرمائے، جو مسلمان پریشان حال ہیں اللہ تعالیٰ سب کی پریشانیوں کو دور فرمائے۔ کاروبار میں برکت اور رزق حلال میں وسعت نصیب فرمائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین حق کی سمجھ اور اس پر کاربند رہنے کی توفیق بخشے اور سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔

سبحانك اللّٰهم وبحمدك اشهد ان لا اله الا انت استغفرك واتوب اليك۔

(تاریخ خطبہ ۲۷ فروری ۱۹۸۷ء)

......☆......☆......☆......☆......

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مولانا محمد فیاض خان سواتی

شوقِ مطالعہ

عیسیٰؑ کے رفع الی السماء سے قبل کا زمانہ نبوت

امام ابوالفتح محمد بن عبدالکریم بن ابی بکر احمد الشہرستانی المتوفیٰ ۵۴۸ھ لکھتے ہیں۔

''تمام انبیاء کو تبلیغ کے لئے وحی چالیس سال کی عمر میں ہوئی، لیکن اللہ نے ان (عیسیٰؑ) کی طرف وحی کی گود میں قوت گویائی عطا فرماتے ہوئے، اوران کی طرف تبلیغ کے لئے تیس سال کی عمر میں وحی کی، اوران کی دعوت کی مدت تین سال، تین ماہ اور تین دن تھی۔''

(المِلل وَالنِّحَل عربی ج۱ص۲۲۰، طبع بیروت لبنان)

خدا کے دوست کی تین علامات

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ المتوفیٰ ۱۴۰۲ھ رقمطراز ہیں۔

''حضرت شیخ (ابوالنور یا ابوالمنصور عثمان ہارونیؒ المتوفیٰ ۶۰۳ھ مرشد حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ) کا مقولہ ہے کہ جس شخص میں تین خصلتیں ہوں، وہ اپنے آپ کو حق تعالیٰ کا دوست سمجھے۔

☆ اول سخاوت دریا جیسی ☆ دوسرے شفقت آفتاب جیسی ☆ تیسرے انکساری زمین جیسی

(تاریخ مشائخِ چشت ص۱۶۴، طبع کراچی)

علامہ شبلی نعمانیؒ کی بد پرہیزی

حضرت مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ المتوفیٰ ۱۳۹۷ھ لکھتے ہیں۔

''(علامہ شبلی نعمانیؒ المتوفیٰ ۱۹۱۴ء) مزاج کے ذرا تیز تھے، اوراپنے بعض جذبات میں بھی انتہائی سرے پر تھے، میٹھا بہت تیز اور بڑی مقدار میں پسند کرتے تھے، اسی طرح برف بھی ہر موسم میں استعمال کرتے، اور وہ بھی خوب تیز، ان طبی بد پرہیزیوں سے بڑا جسمانی نقصان بھی اٹھایا، اخیر میں (اورابھی سن پورے ساٹھ کا بھی کہاں ہوا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تھا، ۵۵ اور ۶۰ کے درمیان تھے) کہ بیماریوں کا ایک پوٹ بن کر رہ گئے تھے۔''

(مُعاصِرین ص ۷۰، طبع کراچی)

اولاد کے لئے تین اہم ترین آداب

امام، محدث، فقیہ احمد بن حجر الھیثمی المکیؒ المتوفی ۹۷۴ھ لکھتے ہیں۔

''وَاخرج الديلمی انه صلی اللّٰه عليه وسلم قال : ادبوا اولادکم علی ثلاث خصال

تم اپنی اولاد کو تین خصلتوں کا ادب سکھلاؤ۔

(۱) حب نبيکم، اپنے نبی کی محبت (۲) وحب اهل بيته، اس کے اہل بیت کی محبت

(۳) وعلی قراء ة القرآن والحديث، اور قرآن وحدیث کے پڑھنے پر۔''

(الصواعق المحرِقة فی الرد علی اهل البدع والزندقة عربی ص ۱۷۲، طبع قاھرہ، مصر)

فقہ حنفی کا سلسلۃ الذھب اور امام شافعیؒ

امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبی الشافعیؒ المتوفی ۷۴۸ھ رقمطراز ہیں۔

''☆ اہلِ کوفہ کے سب سے زیادہ فقیہہ حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تھے۔

☆ اوران دونوں کے ساتھیوں (شاگردوں) میں سے سب سے زیادہ فقیہہ علقمہؒ تھے۔

☆ اوران (علقمہؒ) کے ساتھیوں میں سے سب سے زیادہ فقیہہ ابراہیمؒ تھے۔

☆ اورابراہیمؒ کے ساتھیوں میں سے سب سے زیادہ فقیہہ حمادؒ تھے۔

☆ اورحمادؒ کے ساتھیوں میں سے سب سے زیادہ فقیہہ ابوحنیفہؒ تھے۔

☆ اوران (ابوحنیفہؒ) کے ساتھیوں میں سے سب سے زیادہ فقیہہ ابویوسفؒ تھے، اور ابویوسفؒ کے ساتھی آفاق میں پھیل گئے۔

☆ اوران (ابویوسفؒ کے ساتھیوں میں سے) سب سے زیادہ فقیہہ محمدؒ تھے۔

☆ اورمحمدؒ کے ساتھیوں میں سے سب سے زیادہ فقیہہ ابوعبداللہ الشافعی رحمھم اللہ تعالیٰ تھے۔''

(سیر اعلام النبلاء عربی ج ۵ ص ۲۳۶، طبع بیروت، لبنان)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اندھے کی رہبری جنت کی کنجی

حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصبہانیؒ المتوفی ۴۳۰ھ رقمطراز ہیں۔

''قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من قاد اعمیٰ اربعین خطوۃ وجبت لہ الجنۃ،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے اندھے کو چالیس قدم کھینچا اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔''

(حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء عربی ج ۳ ص ۱۵۸، طبع بیروت، لبنان)

حَیْصَ بَیْصَ لقب کی وجہ تسمیہ اور معنی

امام ابوعبداللہ یاقوت بن عبداللہ الرّومی الحمودیؒ المتوفی ۶۲۶ھ لکھتے ہیں۔

''سعد بن محمد بن سعد ابن الصیفی التمیمی شہاب الدین ابوالفوارس المعروف حَیْصَ بَیْصَ جو فقیہہ، ادیب، شاعر اور لوگوں میں سے عربوں کی اخبار، لغات اور اشعار کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔'' (ص ۱۹۹)

''وہ کسی سے گفتگو نہیں کرتے تھے مگر نادر الکلام کے ساتھ، ان کو حَیْصَ بَیْصَ اس لئے کہا گیا کہ انہوں نے ایک روز لوگوں کو سخت معاملہ میں مبتلا دیکھا تو پوچھا کہ ''ما لِلنّاس فِیْ حَیْصَ بَیْصَ'' لوگوں کو کیا ہے کہ وہ ایسی گڑبڑ، تنگی یا سختی میں پڑے ہوئے ہیں، جس سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے؟ اس وجہ سے یہ لقب ان کے لیے باقی رہ گیا، وہ بدھ کی رات ۶ شعبان ۵۷۴ھ میں بغداد کے اندر فوت ہوئے۔''

(معجم الادباء لیاقوت عربی ج ۱۱ ص ۲۰۱، طبع بیروت، لبنان)

دنیا کی دو عبادتیں جو جنت میں بھی باقی رہیں گی

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ المتوفی ۱۹۹۹ء لکھتے ہیں۔

''(شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ نے فرمایا) علماء نے لکھا ہے کہ دو عبادتیں ایسی ہیں کہ جو حضرت آدم علی نبیا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے شروع ہوکر قیامت تک بلکہ جنت میں بھی باقی رہیں گی، ایک ایمان، دوسری نکاح۔''

(سوانح حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ ص ۲۸۷، طبع کراچی)

ریاضی دان مولوی

جناب مولانا پروفیسر محمد انوار الحسن شیرکوٹی صاحب رقمطراز ہیں۔

''مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ فرماتے ہیں کہ ''حضرت مولانا یعقوب (نانوتوی) صاحب کو باوجود مفسر

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اورمحدث ہونے کے ریاضی میں اعلیٰ درجے کا دخل تھا، سرکاری مدارس کے مدرسین لاینحل اشکالات مولانا سے حل کیا کرتے تھے۔‘‘(الہادی ماہ رمضان ۱۳۵۷ھ ص ۲۶)

(سیرت یعقوب ومملوک ص ۱۷۳، طبع کراچی)

عرب میں شادی کی ایک عجیب رسم

جناب حکیم شرافت حسین رحیم آبادی رقمطراز ہیں۔

’’عرب میں کیسی کیسی بیہودہ رسمیں تھیں، ایک رسم یہ بھی تھی کہ دُلہن کے آگے آگ جلاتے جاتے تھے۔‘‘

(حضرت عائشہؓ ص ۳۵، طبع کراچی)

زُھد کی تین قسمیں

شیخ ابواللیث نصر بن محمد بن ابراہیم السمر قندیؒ المتوفی ۳۷۳ھ لکھتے ہیں۔

’’ابراہیم بن ادہمؒ نے فرمایا زُھد کہ تین قسمیں ہیں۔

(۱) زُھد فرض (۲) زُھد فضل (۳) زُھد سلامۃ

☆ زُھد فرض حرام سے بچنا ہے۔(یعنی حرام کے بالکل قریب ہی نہ جائے)

☆ زُھد فضل حلال سے بچنا ہے۔(یعنی حلال میں بھی اسراف وتبذیر نہ کرے)

☆ زُھد سلامت شبہات سے بچنا ہے۔(یعنی مشکوک چیزوں سے بھی اجتناب کرے)‘‘

(تنبیہ الغافلین عربی ص ۱۷۱، طبع مصر)

ابا جان کا جوت

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی ثم مہاجر مدنیؒ المتوفی ۱۴۰۲ھ لکھتے ہیں۔

’’۷۶: میری محسن کتابیں (غیر مطبوعہ)

مولانا الحاج ابوالحسن علی ندوی نے ایک زمانہ میں اخبارات میں اس عنوان پر مضامین لکھوانے کا تقاضا کیا تھا اور اس ناکارہ پر تحریراً وتقریراً کئی دفعہ تقاضا کیا، اس پر اس ناکارہ نے زبانی تو یوں کہا تھا کہ ’’میری محسن کتابیں تو ابّا جان کا جُوت تھا‘‘ لیکن ان کے اصرار پر ایک رسالہ اس سلسلہ میں بھی تصنیف کرنا شروع کیا تھا، جس میں ہر دور کی اپنی پسندیدہ کتابیں لکھی تھیں، مضمون ناقص رہ گیا پورا نہ ہوسکا۔‘‘

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

(آپ بیتی نمبر ۲ یا یادایام نمبر اص ۱۴۹ تا ۱۵۰، طبع کراچی)

ریاستِ سوات کی مختصر تاریخ

جناب ڈاکٹر شیر بہادر خان پنّی التوفی ۱۹۸۷ء رقمطراز ہیں۔

''میاں گل عبدالوُدُود شاہزادہ، والی اور بانیٔ ریاست سوات

''مجھے ایک دفعہ ہی اُن کی ملاقات کا شرف حاصل ہوسکا، بہ حیثیت ایجنسی سرجن مالاکنڈ میں سول سرجن مردان تھا، ساتھ ہی یہ ذمہ داری بھی تھی، میں ۱۹۴۷ء سے ۱۹۵۲ء تک سول سرجن مردان رہا، سال میں ایک دفعہ سوات کے ہسپتال کا معائنہ کرتا تھا۔

بادشاہ صاحب کا حلیہ

بادشاہ صاحب پتلے دُبلے جسم کے انسان تھے، مگر ہمت وعزم فولادی تھے، اُس عمر میں بھی وہ سیدوشریف (دارالخلافہ سوات) کے اونچے پہاڑ کی چوٹی پر ورزش کی خاطر روزانہ چڑھتے تھے، لباس سادہ تھا، مگر شخصیت پر رعب تھی، نظم ونسق مثالی تھا۔

حدودِ ریاست اور نظم

ریاست کی حدود مالاکنڈ ایجنسی میں لنڈاکی (جو سوات کی حد میں ہے) کے مقام سے شروع ہوجاتی ہے اور یہ مقام موضع تھانہ سے تھوڑی ہی دور ہے۔

ریاست کی حدود شروع ہوتے ہی یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ اب ریاست شروع ہوگئی۔۔

ریاست کی حدود میں سڑک صاف کنارے پر دورویہ درخت صحیح وسالم حالت میں موجود تھے، کسی کی جرأت نہیں تھی کہ اُن کی قطع وبرید کرسکے، سڑک پر پیدل چلنے والے لوگ سڑک کے بائیں طرف قطار میں چلتے، ایک دفعہ ایسے وقت میں داخل ہوا کہ سکولوں میں چھٹی ہوگئی، تقریباً سب سکول برلب سڑک واقع ہیں، بچے سکول سے موؤبانہ طور قطار اندر قطار باہر نکلے اور یہ قطار سڑک کے بائیں جانب رواں رہی، نہ کوئی بھگ دھڑ مچی نہ کسی بدتمیزی کا مظاہرہ دیکھنے میں آیا، اس سے عجیب تر بات یہ ہے کہ سڑک کے درمیان نہ کوئی جانور نظر آیا اور نہ ہی کوئی کتا، کسی نے پشتو زبان میں نظم وانتظام ریاست پر ایک پھبتی کسّی ہے کہ ''سوات میں کتا بھی موٹر کو نہیں بھونکتا۔'' یعنی اتنا ضبط اور رُعب حکومت ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بادشاہ کا ذوق تعمیر

بادشاہ صاحب کے ذوق نفاست پسندی سے سوات میں عمارات کی شان دلربائی کو دیکھ کر شاہان مغلیہ کے ذوقِ تعمیر اور نفاست و آرائش کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ جگہ جگہ مغلیہ تعمیری نفاست آرائش کی یاد تازہ ہو جاتی ہے، جگہ جگہ مغلیہ تعمیری نفاست اور انگریزی طرز تعمیر کی آمیزش نے خوب دلربائی پیدا کر دی ہے، محلات سنگ مرمر کے ہیں، جن میں انگریزی رہائش کے طرز کا ساز و سامان فلش، ٹب وغیرہ لگائے گئے ہیں، پہاڑ کی چوٹیوں پر ڈاک بنگلے اور مہمان خانے بطرز محلات بمع چار دیواری بنائے گئے ہیں، جن کے احاطہ میں وسیع میدان ہیں، جن میں بعض میں ٹینس کورٹ بنے ہوئے ہیں، کالج کے لیے بہترین عمارت، آرام دہ عالی شان ہوٹل اور ہسپتال جس میں عام ضروریات، آلات، ادویات بکثرت موجود ہیں، اُس وقت وہاں ہسپتال کا انچارج ڈاکٹر غلام محمد مرحوم تھا، بڑا با اخلاق، ہمدرد اور ہمہ تن بیماروں کی خدمت میں مصروف، جو بہت مدت وہاں رہا۔

یہ کہنا مبالغہ نہیں کہ نظم و نسق ملکی، آسائش و آرام رعیت انگریزی سلطنت سے کہیں بہتر تھا۔ یہ سب بادشاہ صاحب بانئی ریاست کی قابلیت کی ذاتی دلچسپی اور توجہ کی وجہ سے تھا۔

سوات اس کی وجہ تسمیہ

یہ جنت نظیر ملک ہے، جس کی شہادت تاریخی طور پر اس کے نام سے ہی ظاہر ہے، اس کی ہریالی اور سبزہ و گلزار کی وجہ ہی سے اس کا نام سوات ہوا، سواد کے معنی سیاہ و سبز کے ہیں، یہی سواد کثرت استعمال کی وجہ سے سوات ہو گیا۔

قدیم کتب میں اس کا نام اودیانہ تھا، یہ سنسکرت کا لفظ ہے، جس کے معنی باغ و گلستان کے ہیں، سکندر اعظم کے مورخین نے دریائے سوات کے صفاف و شفاف پانی کی وجہ سے اس علاقہ کا نام ''سوتیا'' بہ معنی سفید رکھا، ہون سانگ نے بھی اس کے سفید پانی کا ذکر کیا ہے، گیارہوں صدی میں البیرونی بھی اس کے شفاف پانی کا ذکر کرتا ہے، بابر کی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا موجودہ نام سواد (عربوں کا دیا ہوا) تھا۔

سوات کی تاریخ

۳۲۷ ق م میں سکندر اعظم اپنے لاؤ لشکر سمیت اس علاقے سے ہو کر گزرا تھا، ۳۳۴ ق م سے لیکر ۱۸۵ ق م یہ علاقہ موریہ خاندان کے زیر اثر رہا، پہلی صدی ق م کی آخری چوتھائی میں کشن خاندان کے بادشاہوں نے یہاں حکومت قائم کی جو تیسری صدی عیسوی تک قائم رہی، ۴۰۰ء میں فاہین اور ۶۳۱ء میں ہون سانگ دو مشہور چینی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سیاحوں نے اس کو بدھ تہذیب کا گہوارہ قرار دیا۔

اس کے بعد یہ ہندوشاہیہ کے زیر اثر آیا، دسویں صدی کے اختتام پر سلطان محمود غزنوی نے اس علاقہ پر حملہ کر کے ہندوشاہیہ کا خاتمہ کر دیا۔

بارہویں صدی عیسوی میں علاؤالدین یہاں حکمران رہا، اس کے بعد جہانگیری یہاں آباد ہوئے جو نسلاً پٹھان تھے، اس کے بعد پٹھانوں کے ایک دوسرے قبیلے یوسف زئی نے جہانگیریوں کو ضلع ہزارہ کی طرف دھکیل کر سوات کی وادی پر قبضہ جمالیا، جو آج تک قائم ہے، ۱۵۱۵ء تک یوسف زئی پورے سوات پر قابض ہو چکے تھے۔

اخون صاحب سوات

اٹھارہویں صدی کے آخر میں سوات میں افراتفری کا عالم تھا، اُس وقت سوات میں ایک مذہبی مصلح کا ظہور ہوا جن کا نام عبدالغفور تھا، جو بعد میں اخوند صاحب سوات کے نام سے مشہور ہوئے، آپ کی پیدائش ۱۷۹۴ء میں ہوئی، تعلیم وریاضت میں مشغول رہے، تعلیم کے لیے سوات سے باہر رہے، ۱۸۴۸ء میں سوات واپس آگئے، آپ سوات کے بے تاج بادشاہ تھے، آپ کی کوشش سے ۱۸۴۹ء میں سید اکبر شاہ ستھانوی کی قیادت میں ایک منظّم حکومت بنائی گئی، ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء میں سید اکبر شاہ کا انتقال ہو گیا، مگر اخوند صاحب نے تبلیغ واصلاح کا کام جاری رکھا، اُن کی وفات ۱۸۷۷ء میں ہوئی۔

اس کے بعد پھر افراتفری شروع ہوگئی، یوسف زئی خوانین میں پھر ایک منظّم حکومت قائم کرنے کا احساس پیدا ہوا، ۱۹۱۴ء میں سید عبدالجبار شاہ ستھانوی (سید اکبر شاہ ستھانوی کے بھائی سید عمر شاہ کے پوتے) کی سرکردگی میں ایک دوسری حکومت قائم کردی گئی، ۱۹۱۷ء کے آخر میں یہ حکومت بھی ختم ہوگئی، اس کش مکش کے دوران سوات کے سیاسی اُفق پر ایک اور شخصیت ابھری، یہ میاں گل شاہزادہ عبدالودود، اخوند صاحب کے پوتے اور میاں گل عبدالخالق کے بڑے بیٹے ہیں، آپ نے سید عبدالجبار شاہ کے بعد ۱۹۱۷ء میں اپنی حکومت قائم کر لی، جسے برطانوی حکومت نے ۱۹۲۶ء میں تسلیم کرلیا۔ اندرون ریاست لوگ ان کو بادشاہ صاحب کے لقب سے پکارنے لگے، ان کے سامنے سب سے بڑا مسئلہ علاقہ کے امن وامان کا تھا جسے آپ نے بڑی جرأت وفراست سے حل کرلیا۔

انتظام ریاست

ریاست کو تحصیلوں میں تقسیم کر کے تحصیلدار مقرر کیے، عُشر رائج کیا، تمام ریاست میں ریاستی انتظام کے تحت

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ٹیلی فون کا وسیع سلسلہ قائم کیا، ہر تحصیلدار پر بذریعہ ٹیلی فون ذاتی نگرانی رکھی، اور اسی ذریعہ سے روزانہ احکام دے کر مقدموں کے فیصلے فوری کرنے لگے، قصہ زمین برسر زمین کے انداز پر فیصلے ہونے شروع ہو گئے۔

عدالت

مقدمات کے فوری فیصلہ کرنے کے ضمن میں ایک واقعہ قابل تحریر ہے۔

جہاد کشمیر (۱۹۴۸ء) میں جہاں تمام سرحدی قبائل کے لشکر گئے تھے، وہاں سوات کی فوج کا ایک دستہ بھی گیا تھا، یہ دستہ جب سیدو شریف سے روانہ ہوا تو ایک فوجی نے دوسرے فوجی کو دیرینہ دشمنی کی بناء پر ریاست کی حدود لنڈا کی کے قریب قتل کر دیا، دستہ کو اُن کے کمانڈر نے لنڈا کی پر روک کر بادشاہ صاحب کو معاملہ سے آگاہ کیا، اس پر وہ خود فوراً لنڈا کی پہنچے، وہاں ہی تفتیش کی، جرم ثابت ہوا، اور اُسی جگہ قصاص میں قاتل کو گولی سے اڑا دیا گیا اور اس کے بعد دستہ کو آگے روانہ کر دیا۔

ولی عہد ریاست کو اختیار منتقل کرنا

تاریخ میں یہ ایک نادر مثال ہے کہ کسی شخصی بادشاہت میں حکمران نے اپنی حین حیات حکومت کی کُلی اختیارات ولی عہد کو سپرد کر دیئے ہوں، اور خود ایک عام فرد رعیت کی زندگی پر قانع ہو گیا ہو، یہ واقعہ انتقال حکومت ۱۲ دسمبر ۱۹۴۹ء میں سوات میں پیش آیا، جب بادشاہ صاحب نے اپنے اختیارات اپنی خوشی سے ولی عہد میاں گل شاہزادہ جہاں زیب کو منتقل کر دیئے، اس تقریب کے لیے وزیراعظم پاکستان نوابزادہ لیاقت علی خان سیدو شریف (سوات) تشریف لائے۔

پاکستان اور صوبہ سرحد کے اعلیٰ سرکاری افسران علاقہ کے خوانین و اکابرین بھی مدعو کئے گئے اور خاص دربار منعقد کیا گیا، دربار میں بادشاہ صاحب سوات کی نشست وزیراعظم کی دائیں جانب اور ولی عہد کی بائیں جانب تھی، بادشاہ صاحب اُٹھے اور اپنے کل اختیارات ولی عہد کو سونپ دینے کا اعلان کیا، اور اپنی دستار سر سے اُتار کر ولی عہد کے سر پر رکھی اور خود ولی عہد کی نشست، وزیراعظم سے بائیں پر بیٹھ گئے، اور ولی عہد کو اپنی نشست وزیراعظم کے دائیں طرف بٹھا دیا، اور ان کو تمام اختیارات بادشاہی سپرد کر کے خود بطور ایک فرد رعیت رہنے لگے اور حسب دستور بطور رعیت والئے سوات جہاں زیب خاں کے سلام کے لئے باقاعدہ اُن کے ہاں جاتے، اور اگر کبھی والی ریاست کو کسی مشورہ کی ضرورت ہوتی تو اُن کو کہہ دیا تھا کہ وہ فون کر کے سابق بادشاہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

صاحب کو بلا لیا کریں، یہ سلسلہ بادشاہ صاحب کی وفات تک چلتا رہا۔

ریاستِ سوات کا خاتمہ

میاں گل شاہزادہ جہاں زیب نے عہد حکومت میں ریاست کو ہر لحاظ سے ترقی دی، یہاں تک کہ یہ ریاست ۱۹۷۰ء میں پاکستان میں ضم کر دی گئی۔

والئے سوات جہاں زیب خان، اسلامیہ کالج پشاور کے تعلیم یافتہ اور روشن خیال حکمران تھے، اُن کے عہد میں بھی اس سرحدی ریاست کا انتظام وترقی مثالی رہی۔"

(دیدہ وشنیدہ ص ۴۶۰ تا ص ۴۶۷، طبع لاہور)

عون الخبیر

شرح

الفوز الکبیر فی اصول التفسیر

مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی رحمہ اللہ کی اصول تفسیر پر ایک مایہ ناز شرح ہے، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی اصول تفسیر پر عربی میں ایک شہرہ آفاق اور مقبول عام تصنیف ہے جس کی اردو شرح "عون الخبیر" کے نام سے ۱۷۳ صفحات پر مشتمل ۲۰۰۵ء میں شائع ہو کر منظر عام پر آئی ہے، اگر یہ کہا جائے کہ اردو زبان میں الفوز الکبیر کی اتنی تفصیلی اور ضخیم شرح پہلی بار شائع ہوئی ہے تو یہ مبالغہ نہ ہوگا، یہ اصل میں حضرت صوفی صاحبؒ کی وہ تقریر ہے جو طلباء کرام کو پڑھاتے وقت ٹیپ ریکارڈ میں محفوظ کر لی گئی تھی جسے بعد میں صفحۂ قرطاس پر منتقل کر کے اہل علم، طلباء و معلمین کے استفادہ کیلئے ادارہ نشر واشاعت جامعہ نصرۃ العلوم نے شائع کیا ہے۔ الفوز الکبیر صدیوں سے تمام مدارس اسلامیہ کے نصاب تعلیم میں شامل ہے، اس کی شرح کی اشاعت کو اہل علم کے ہاں بے حد قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مولانا زاہد الراشدی

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

...... تعارف و خدمات ......

(بزم شیخ الہند گوجرانوالہ کے زیر اہتمام یکم نومبر ۲۰۲۲ء کو افتتاحی ماہانہ فکری نشست سے گفتگو)

بعد الحمد والصلوٰۃ! میرے لیے بڑی خوشی کی بات ہے کہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمات، فکر اور مشن کے تعارف کے لیے ''بزم شیخ الہند'' کے نام سے ہم کچھ دوستوں نے جن میں حضرت مولانا قاری محمد یوسف عثمانی، ہمارے بھائی عبد المتین چوہان مرحوم اور دیگر رفقاء بھی شامل تھے، بہت پہلے ایک کام کا آغاز کیا تھا جس کے تحت فکری نشستیں ہوا کرتی تھیں، پھر زمانے کے ساتھ ساتھ کام ٹھنڈا پڑ گیا، اب ہمارے بہت باذوق ساتھی حافظ خرم شہزاد صاحب جو ماشاء اللہ صاحبِ مطالعہ اور صاحبِ فکر بھی ہیں اور صرف متفکر نہیں بلکہ فکر دلانے والے بھی ہیں، انہوں نے اس کام کو شروع کرنے کا ارادہ کیا اور ویسے بھی ہمارے ساری فکر اور جدوجہد کی بنیادی علمی، فکری اور تحریکی شخصیت شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن قدس اللہ سرہ العزیز ہیں تو میں نے مشورہ دیا کہ انہی کے نام سے دوبارہ کام مناسب رہے گا۔ اب بزم شیخ الہندؒ کو دوبارہ متحرک کرنے کا ارادہ کیا گیا ہے، حافظ خرم شہزاد صاحب اور ان کے رفقاء مبارکباد اور شکریے کے مستحق بھی ہیں اور یہ خوشی کی بات ہے کہ یہ کام اب اگلی نسل کو منتقل ہو رہا ہے اور یقیناً یہ باعث مسرت اور سعادت بات ہے۔ آج اس بزم کی پہلی ماہانہ فکری نشست ہے جس میں موضوعِ بحث حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو بنایا گیا ہے۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا تاریخ میں تعارف دو حوالوں سے ہے۔ ۱۸۵۷ء کے بعد مذہبی حلقوں کی جو نئی تقسیم ہوئی تھی اس میں دیوبندی مکتبۂ فکر کا بانی اور نقطۂ آغاز کہا جاتا ہے۔ ۱۸۵۷ء اور یعنی ایسٹ انڈیا کمپنی کے دور سے پہلے ہمارے ہاں مسلم معاشرے میں جو مذہبی دائرہ بندی تھی اس کے عنوانات اور تھے، ۱۸۵۷ء کے بعد جہاں اور بہت سی باتیں تبدیل ہوئیں تو اس کے ساتھ ہمارے مذہبی حلقوں کے دائروں کا تعارف بھی تبدیل ہو گیا۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث مکتبۂ فکر ۱۸۵۷ء کے بعد کی ایجاد ہیں اس سے پہلے ان ناموں سے ہمارا کوئی تعارف نہیں تھا۔ ۱۸۵۷ء کے بعد سارے ملک اور قوم نے سارے معاملات کا آغاز زیرو پوائنٹ سے کیا تھا اور یہاں اس وقت تین چار فکری حلقے بن گئے تھے۔ ایک فکری حلقہ علی گڑھ کی صورت میں سر سید احمد خان مرحوم کا تھا۔ ایک مکتبہ فکر دیوبندی کہلایا جس کا آغاز ۱۸۶۶ء میں دارالعلوم دیوبند کے قیام سے ہوا تھا، اور ایک مکتبہ فکر بریلوی کہلایا، جو اسی دور کے ایک بزرگ تھے انہوں نے اپنا ایک فکری اور اعتقادی تعبیرات کا دائرہ متعین کیا اور وہ بریلوی کہلائے۔ اسی طرح سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کی تحریک کے بعد اہل حدیث کے عنوان سے کچھ حضرات نے اپنا تشخص الگ کیا ہے۔ مسائل کا اختلاف تو ہوتا ہی ہے مگر یہ سوچ اور فکر کا اختلاف ہے۔ یہ نئے تعارف ہیں، علی گڑھ، دیوبند، بریلوی اور اہل حدیث ۱۸۵۷ء کے بعد کی تقسیم ہے اور اس میں جو ایک مستقل مکتب فکر علمی، فکری، تحریکی اور سیاسی مکتبہ فکر جو دیوبندی کہلاتا ہے اس کے بانی، امام، زیرو پوائنٹ، اور نقش اول دو تین شخصیات ہیں، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور ان کے شیخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ ہیں۔ حضرت نانوتویؒ کا ایک تعارف تو یہ ہے کہ ان سے اور مولانا گنگوہیؒ سے دیوبندی مکتبہ فکر کا آغاز ہوتا ہے۔

تاریخ میں ان کا دوسرا تعارف یہ ہے کہ وہ ایک نئے تعلیمی نظام کی بنیاد تھے اور ایک تعلیمی نظام کا آغاز ان سے ہوتا ہے۔ کیونکہ ۱۸۵۷ء میں سب مدارس ختم ہو گئے تھے، ایسٹ انڈیا کمپنی نے کچھ باقی رکھے ہوئے تھے لیکن انگریزوں نے باقی سارے مدارس ختم کر دیے تھے کوئی ایک مدرسہ اور وقف بھی باقی نہیں رہا تھا، از سر نو زیرو پوائنٹ سے کام شروع ہوا تو دیوبند میں مدرسہ عربیہ کے نام سے ۱۸۶۶ء میں مدرسہ قائم ہوا، اس کے بانیوں میں مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے علاوہ حاجی عابد حسینؒ اور مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ بھی تھے۔ چونکہ یہ زیادہ متعارف تھے اس لیے تاریخ مولانا نانوتویؒ کا دارالعلوم کے بانی کا تعارف کرواتی ہے کہ ایک تعلیمی نظام کا آغاز ان سے ہوتا ہے۔

ان کا ایک تاریخی تعارف ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں حصہ لینا بھی ہے، اس کا تھوڑا سا پس منظر عرض کر دیتا ہوں کہ ہوا یوں کہ ۱۸۵۷ء سے بہت پہلے ایسٹ انڈیا کمپنی اس سے پہلے کی آئی ہوئی تھی اور وہ ایک تجارتی کمپنی تھی، برطانیہ، فرانس اور ہالینڈ کی الگ الگ کمپنیاں تھیں جو اس زمانے میں کام کر رہی تھی۔ ان کی آپس میں چپقلش بھی تھی لیکن ان میں برٹش برطانیہ والی ایسٹ انڈیا کمپنی آگے بڑھی ہے۔ یہ مستقل ایک موضوع ہے کہ ایسٹ انڈیا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کمپنی کیسے قائم ہوئی، کیسے اجازت ملی، کیسے آگے بڑھی اور کیا کام کیا؟ لیکن ۱۷۵۷ء میں بنگال میں نواب سراج الدولہ شہیدؒ وہاں کے حکمران تھے، اُن سے ایسٹ انڈیا کمپنی کی چپقلش ہوگئی کچھ ٹیکسوں، پابندیوں اور کچھ قوانین کی بنیاد پر! تو ایسٹ انڈیا کمپنی نے بغاوت کر دی اور اس کے نتیجے میں کمپنی کو کامیابی ہوئی، سراج الدولہ شہید ہوئے اور بنگال پر قبضہ کر لیا۔ بعد میں ان کے حوصلے بڑھے، بنگال کے بعد انہوں نے میسور، اور لکھنؤ پر قبضہ کیا اور لمبی جنگیں ہوئیں۔ اس کا ایک درمیان کا پوائنٹ یہ ہے کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے بڑھتے بڑھتے جب دہلی زد میں آ گیا تو اس وقت مغلوں میں شاہ عالم ثانی کی بادشاہت اور حکومت تھی، جب انہوں نے دہلی کو خطرے میں محسوس کیا کہ کمپنی کی پیشرفت یہاں تک آ گئی ہے کہ اب اگلا تارگٹ دہلی ہوگا تو پھر مذاکرات ہوئے اور مذاکرات میں وہی ہوا جو کچھ مذاکرات میں ہوا کرتا ہے۔ مذاکرات اور گفتگو میں آپس میں ایک معاہدہ طے پایا، معاہدے میں شاہ عالم ثانی نے انڈیا کے مالیاتی نظام ایسٹ انڈیا کمپنی کے حوالے کر دیا۔ وہ تقسیم یہ تھی کہ بادشاہ تو شاہ عالم ہی رہیں گے، بادشاہت بھی مغلوں کی رہے گی، سکہ اور نام بھی ان کا چلے گا لیکن مالیاتی کنٹرول ایسٹ انڈیا کمپنی کرے گی۔ میں اس کی مثال دیا کرتا ہوں جیسے آج کل بھی یہی ہے کہ نام اور ٹائٹل ہمارا ہے اور مالیاتی کنٹرول آئی ایم ایف کے ہاتھ میں ہے۔ بالکل یہی پریکٹیکل شکل یہ تھی جو آج آئی ایم ایف کی ہے کہ مالیاتی کنٹرول اُن کے ہاتھ میں ہے اور باقی نظام ہمارے نام پر ہے۔ شاہ عالم ثانی کا کمپنی کے ساتھ معاہدہ ہو گیا، اس کے تحت شاہ عالم بادشاہ ہے، اس کا اس عنوان سے اعلان ہوا کہ "زمین خدا کی، ملک بادشاہ کا اور حکم کمپنی بہادر کا" یہ تین جملے تھے اور اس کے ساتھ ایسٹ انڈیا کمپنی نے اپنا نمائندہ بٹھا دیا۔ اس اعلان کے بعد حضرت شاہ ولی اللہؒ کے جانشین اور ہمارے علمی اور دینی حلقے کے امام حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے فتویٰ دے دیا کہ اب ہندوستان دارالحرب ہو گیا ہے اور جہاد فرض ہو گیا ہے اور اس کے خلاف بغاوت اور خروج کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔

چنانچہ اسی نظم کے تحت بالاکوٹ کی جنگ ہوئی ہے، اس کے نتیجہ میں انہوں (سید احمد شہیدؒ) نے پشاور پر قبضہ کیا اور پھر وہ مظفر آباد جا رہے تھے تو راستے میں رنجیت سنگھ کے بیٹے شیر سنگھ نے گھیرے میں لیکر شہید کر دیا۔ ۱۸۳۱ء کی بالاکوٹ کی جنگ ہو چکی تھی اور اس کے بعد حالات اتنے دِگرگوں ہو گئے کہ دہلی کے مرکز کے بڑے بزرگ شاہ محمد اسحاق محدث دہلویؒ ہجرت کر کے مکہ مکرمہ چلے گئے تھے اور اس کے بعد بغاوت، خروج اور جہاد کی جو نئی آبیاری ہوئی ہے یعنی ۱۸۳۱ء سے لے کر ۱۸۵۷ء تک درمیان کے عرصے میں ملک بھر میں تیاری ہوتی رہی، مختلف مقامات پر

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بنگال، صوبہ سرحد (خیبر پختونخوا) پنجاب میں بھی جس نے بعد میں ۱۸۵۷ء کی اجتماعی شکل اختیار کر لی تھی۔

اس کی تفصیلات کا موقع نہیں، میں صرف یہ حوالہ دینا چاہوں گا کہ ۱۸۵۷ء کا معرکہ پورے ملک میں ہوا اور انگریزوں کے خلاف بغاوت ہوئی تھی، اس میں اِس حلقے نے بھی شاملی کے محاذ پر حصہ لیا تھا۔ اس کی مختصر تاریخ یہ ہے کہ جب جنرل بخت خان نے بغاوت کر دی تو اِس حلقے کے لوگوں نے تھانہ بھون میں آپس میں مشاورت کی اور اس میں ایک ترتیب طے پائی کہ 'ہم نے بھی بغاوت کرنی ہے اور جہاد کرنا ہے' تو اس میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کو امیر المومنین بنایا گیا جو اس وقت شیخ المشائخ تھے، اور مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کو جنگ کے لیے کمانڈر انچیف اور مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو قاضی القضاۃ بنایا گیا۔ ایک سسٹم طے کیا اور اس کے تحت بغاوت ہوئی، جنگ لڑی اور شاملی کا محاذ فتح ہوا۔ میں نے الحمد للہ وہ مقام دیکھا ہے، ہم جب آخری بار دیوبند کے پروگرام میں انڈیا گئے ہیں تو مولانا اللہ وسایا صاحب، اللہ پاک سلامت رکھے ہمارے بڑے باذوق بزرگ ہیں، تھوڑا بہت ذوق میرا بھی ہے۔ تو ہم نے وہ سارے ایس او پیز سے نکل کر شاملی کا محاذ بھی دیکھا ہے، تھانہ بھون بھی دیکھا ہے، مولانا اللہ وسایا نے اس کی تفصیل لکھی ہے۔ تو ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی ناکام ہو گئی تھی۔ اس کے اسباب کیا ہیں؟ اس وقت سب کچھ انگریزوں نے قبضہ کر لیا تھا، مدارس بند کر دیے اور سارا سسٹم ختم کر دیا تھا۔

اس کے بعد دیوبند سے پرائیوٹ سطح پر مدرسے کا آغاز ہوا۔ پہلے مدارس کی پوزیشن یہ ہوتی تھی کہ نواب صاحبان، بادشاہ اور ریاستیں علماء کو جاگیریں دے دیتی تھیں اور وہ مدرسہ بناتے تھے۔ لیکن ۱۸۵۷ء میں ہم بالکل زیرو پوائنٹ پر جا کر کھڑے ہو گئے تھے۔ اس وقت جو پہلا مدرسہ بنا ہے وہ ۱۸۶۶ء میں دیوبند میں مدرسہ عالیہ کے نام سے ان میں حاجی عابد حسین، مولانا قاسم نانوتوی اور مولانا یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہم بھی تھے۔ اس مدرسے کا بانی بھی مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کو کہا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا تاریخ میں تعارف تین حوالوں سے ہے، جنگ آزادی میں کردار کے حوالے سے، دیوبندی مکتبہ فکر اور دار العلوم دیوبند کے بانی کے حوالے سے ہے۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی خدمات کے دائرے اور بھی بہت سے ہیں، بنیادی طور پر وہ ایک متکلم تھے۔ یعنی وقت کے فکری، اعتقادی فتنوں کو محسوس کر کے اُن کا مقابلہ کرنا اور وقت کے تقاضوں کے مطابق اسلام کے عقائد، اس کی تعبیرات و تشریحات کو نئی نسل تک پہنچانا۔ یہاں ہر دور میں متکلم رہے ہیں مگر اُس دور کے سب سے بڑے متکلم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ تھے۔ اس حوالے سے میں ایک بات کہا کرتا ہوں کہ ایک دائرہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

فقیہ کا ہوتا ہے، لہٰذا ہمارے فقہی امام مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ہیں، اور ایک دائرہ متکلم کا ہے، لہٰذا فکری امام اور علم کلام میں ہمارے پیشوا حضرت نانوتویؒ ہیں اور روحانیات میں ہمارے امام حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ یہ ہماری تکون ہے۔ روحانیات، سلوک، تصوف میں ہماری ساری نسبتیں حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ پر جمع ہوتی ہیں۔ اور فقہی حوالے سے ہمارے عقائد اور مسائل کی تعبیرات وتشریحات مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور ہمارے فکری، فلسفہ، جدید مسائل، علم کلام اس میں ہماری انتہاء حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ ہیں، لہٰذا اِس تکون سے دیوبندیت نے جنم لیا ہے۔

کسی نے مجھ سے ایک سوال پوچھا کہ دیوبندیت اور بریلویت میں کیا فرق ہے؟ میں نے کہا ۱۸۵۷ء کے بعد مسائل، عقائد، تعبیرات میں مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی تعبیرات کو ''دیوبندیت'' کہتے ہیں اور مولانا احمد رضا خان کی تعبیرات کو ''بریلویت'' کہتے ہیں۔ یہ تعبیرات کے فرق سے الگ الگ دائرے ہوئے ہیں۔

اس وقت کے جو اعتقادی فتنے اور فکری خطرات تھے، ایک طرف عیسائیت بڑھ رہی تھی کیونکہ ۱۸۵۷ء کے بعد ایک یلغار عیسائیت نے کی ہے ویسی ہی یلغار جیسے اندلس کے فتح کے بعد سپین نے مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لیے کی تھی۔ ملکہ ازابیلہ نے جبر، تبلیغ، دعوت سے سارا ماحول تبدیل کرنے کی کوشش کی، اندلس کو دوبارہ سپین بنانے میں انہیں سو سال بھی نہیں لگا، اس سے کم عرصہ میں ماحول تبدیل ہو گیا تھا۔ اب آپ کو اگر اسپین جانے کا موقع ملے تو وہاں ''عائشہ اسٹریٹ'' ملے گی عائشہ نہیں ملے گی، ''علی روڈ'' ملے گا علی نہیں ملے گا، وہاں شائد ''عثمان پارک'' بھی مل جائے لیکن عثمان نہیں ملے گا، بس پرانے نام چلے آ رہے ہیں اور وہ تبدیل کر رہے ہیں۔

یہاں (برصغیر میں) بھی یہی پروگرام اور اُن کی فرنٹ لائین یہ تھی کہ ان (مسلمانوں) کو عیسائی بنا لیا جائے۔ لہٰذا پادریوں نے قریہ قریہ بستی بستی یلغار کی اور ہمارے علماء نے الحمد للہ اس کا سامنا کیا، مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ اور ان کے ساتھ پورا گروپ ہے اور اس کی پوری ایک تاریخ ہے، وہ بھی ۱۸۵۷ء کے جہاد کے شرکاء میں سے ہیں۔ علمی طور پر اُن کی کتاب ''اظہار الحق'' آج تک عیسائی مسلم کلامیات پر سند مانی جاتی ہے اور عملی طور بھی جہاد میں۔ اس وقت جو بڑے پادری فنڈر سامنے آئے تھے اس کا مقابلہ بھی اسی گروپ نے کیا تھا۔

اسی طرح اس زمانے میں ایک یلغار اتحادِ مذاہب کے حوالے سے بھی تھی یعنی مکالمہ بین المذاہب، ایک دوسرے پر اثر انداز ہونا۔ اس پر ''میلہ خدا شناسی'' کے نام سے ایک میلہ لگا کرتا تھا، اس میں ہندو، آریا سماج، سکھ اور

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مسلمان بھی شریک ہوتے تھے اور ساری پبلک جمع ہوتی تھی، تین تین، چار چار، پانچ پانچ دن مجمع جمع رہتا تھا اور سارے مذاہب کے مقررین اور متکلمین اس میں آ کر بحث کرتے تھے اور پھر لوگ فیصلہ کرتے تھے۔ اس میں ہمارے بزرگ بھی جاتے تھے، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور دوسرے حضرات بھی تشریف لے گئے تھے۔ وہاں ایک محاذ یہ تھا کہ اپنے مذہب اور عقائد کو عقلی بنیاد اور کامن سینس سے ثابت کرنا ہے۔ میں درمیان میں ایک فرق واضح کرتا چلوں کہ ہمارے بزرگوں کا طریقہ کار کیا رہا ہے؟ دوسرے مذاہب سے جب آپ کسی مسئلے پر گفتگو کریں گے تو وہاں آپ کے اپنے دلائل نہیں چلیں گے، کسی عیسائی سے بات کرتے ہوئے قرآن پاک کا حوالہ آپ کو کام نہیں دے گا کیونکہ یہ ہمارا اپنا حوالہ ہے، کسی سکھ سے گفتگو کرتے ہوئے آپ کو حدیث کام نہیں دے گی کیونکہ یہ ہمارے آپس کے دلائل میں سے ہے۔ اس کے ساتھ مسلّمات سے بات کرنی ہوگی۔ یہ بات ہم بسا اوقات بھول جاتے ہیں اور اس بات کا شکار ہو جاتے ہیں لہٰذا جس سے بھی مکالمہ کریں دلیل مسلمات میں سے ہوتی ہے یک طرفہ دلیل، دلیل نہیں ہے۔ آج بھی یہ بات سمجھنے کی ضرورت ہے کہ دوسرے مذاہب کے حوالے سے آپ اپنے دلائل سے بات نہیں کریں گے، بلکہ ان دلائل سے بات کریں گے جو دونوں کے درمیان تسلیم شدہ ہیں۔ اور آج کی دنیا میں مسلمات میں سب سے بڑا مسلمہ اصول ''کامن سینس'' ہے۔ لہٰذا آج یہودیوں اور عیسائیوں سے گفتگو کرنے کے لیے آپ کو کامن سینس سے ہی بات کرنا ہوگی، اسی طرح دہریوں کے ہاں کامن سینس کے علاوہ کوئی اور دلیل چلتی ہی نہیں ہے۔ میلہ خداشناسی کے نام سے ایک دائرہ یہ تھا کہ عقل، کامن سینس، محسوسات اور وقت کی زبان میں اپنے مذہب اور مسائل کو ثابت کرنا ہوتا تھا۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور یہ حلقہ اس کا بھی ایک مین کردار تھا۔ ہمارے ہاں ایک رجحان یہ بھی ہے کہ ''ہمیں ایسے مباحثوں میں شریک نہیں ہونا چاہئے'' یہ سوچ درست نہیں ہے۔ ہمیں اس میں شریک ہونا چاہیے نہیں بلکہ شریک ہونا پڑے گا۔ آج کی دنیا میں خدا کے انکار، دہریت، سیکولرازم، مذہب کے انکار اور قیامت کے انکار پر جو فکری مباحث ہیں ہم اُن سے لاتعلق رہ کر دین کی خدمت نہیں کر سکتے۔ معلوم نہیں ہمارے ہاں یہ سوچ کہاں سے آ گئی ہے کہ ''ہمارا ان چیزوں سے کیا تعلق ہے'' لہٰذا آج کے جو مسائل ہیں ان میں سب سے بڑا مسئلہ خدا کا انکار ہے، آج دنیا اور انسانی سوسائٹی کی بنیادی تقسیم بلیورز اور نان بلیورز کی ہے، جو اہل مذاہب خدا اور آخرت کو مانتے ہیں وہ بلیورز اور جو نہیں مانتے یہ نان بلیورز کہلاتے ہیں۔ ہم اُن سے لاتعلق نہیں رہ سکتے، اُن سے بات کرنی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

پڑے گی اور مباحثے میں شریک ہونا پڑے گا۔ خیر اس کا ایک دائرہ میلہ خداشناسی کے نام سے تھا، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور ان کے رفقاء بھی اس کا ایک بنیادی کردار تھے انہوں نے اس مکالمے سے گریز نہیں کیا اس میں شریک ہوئے ہیں اور اپنے مذہب اور مسائل کو عقل، منطق، لاجک اور کامن سینس سے ثابت کیا ہے۔

ایک تقسیم اور ذہن میں رکھ لیں کہ ہمارے ہاں سوسائٹی کی تقسیم میں لاجک اور دلیل کی بنیاد پر جو طبقہ سب سے نمایاں ہوا ہے وہ ''دیوبندی'' کہلاتا ہے، روایت، درایت اور بیلنس بھی ہے۔ ایک طبقے کی بنیاد خالص درایت پر ہے جیسے سرسید احمد خان ہیں، ایک طبقے کی بنیاد خالص روایت پر ہے ہمارے اہل حدیث دوستوں کی اور ایک طبقے کی بنیاد سماجی روایات پر ہے جیسے بریلوت! لہٰذا لاجک اور کامن سینس کے طور پر سب سے نمایاں ''دیوبندی'' طبقہ ہے۔ اقبالؒ نے بھی یہی کہا ہے کہ ''ہر پڑھا لکھا مسلمان دیوبندی ہے'' یعنی جو پڑھی لکھی، دلیل اور لاجک سے بات کرتا ہے۔ بالکل ہندوؤں میں اسی زمانے میں ایک نیا فرقہ ایجاد ہوا تھا جس کو ''آریا سماج'' کہتے ہیں اس کا بانی پنڈت دیانند سرسوتی ہے اور یہ بھی پڑھے لکھے ہندو کہلاتے ہیں۔ یہ لاجک سے بات کرنے میں مشہور تھے، اس پر ایک مثال عرض کرتا ہوں اور دوسرا علماء کرام سے التماس کرتا ہوں کہ پڑھا کریں۔ پنڈت دیانند سرسوتی بڑا پڑھا لکھا فلسفی اور مفکر آدمی تھا۔ کسی کے گمراہ یا کافر ہونے سے اس کی علمیت کی نفی نہیں ہوتی۔ یہ بھی ہمارے ہاں ایک مسئلہ ہے کہ ''جس کے ساتھ ہمارا اتفاق نہیں وہ جاہل ہے'' ایسا نہیں ہے۔ کسی کے فکر، مذہب اور عقیدے سے اختلاف کا مطلب یہ نہیں کہ اس کا علم ہی چھن گیا ہے بلکہ اس کے پاس علم ہے۔ پنڈت دیانند سرسوتی نے ایک کتاب لکھی، اس میں مذاہب کا تقابل کیا ہے، حق باطل سے ہٹ کر عقلی دنیا میں وہ بہت بڑی کتاب ہے، عیسائی، بدھ مت، مسلمان کیا ہیں؟ تقابل مذاہب پر وہ کتاب ہے۔ اس میں مسلمانوں پر بھی تبصرے ہیں اس میں ایک مستقل باب ہے قرآن پاک پر ایک سوسترہ (۱۱۷) عقلی اور کامن سینس قسم کے اعتراضات ہیں۔ اور ایک نئی نسل کو متاثر کرنے کے لیے وہ دلائل کافی ہیں، خالی الذہن آدمی کو اگر پڑھا دیں تو وہ (اپنے مذہب سے) چھلانگ لگا دے گا۔

یہ میں اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ آج بھی جو سوالات نئی نسل کے ذہنوں میں ڈالے جا رہے ہیں اور یہ نئی نسل دینی اعتبار سے خالی الذہن ہے۔ یونیورسٹیوں اور کالجوں میں ہمارے بچوں اور بچیوں کے ذہنوں میں جو سوالات ڈالے جا رہے ہیں اور مسلسل ڈالے جا رہے ہیں اس نسل کے ذہنوں میں جو دینی اعتبار سے خالی الذہن ہے اور ہم شکایت یہ کر رہے ہیں کہ وہ گمراہ ہو رہے ہیں، تو وہ گمراہ کیوں نہیں ہوں گے! خالی برتن میں جو کچھ ڈال

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

دے گا وہی کچھ ہوگا۔ کیا ہم نے اُس برتن میں کچھ ڈالا ہے جو دوسرے سے شکایت کریں؟ جب برتن خالی ہے تو جو مرضی ڈالے گا۔ یہی صورت اُس وقت تھی۔ تو عرض کر رہا تھا کہ دیانند کی کتاب میں سادہ سے سوالات ہیں مثلاً اس نے لکھا ہے کہ ”دیکھو! ہم تو کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب حق ہے اس میں آ جاؤ، مگر مسلمان ابھی تک اس کام میں لگے ہوئے ہیں، صبح اٹھ کر وضو کرتے ہیں اور کھڑے ہو کر اللہ سے کہتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں سیدھا راستہ دکھا دے، یعنی ابھی تک ان کے پاس سیدھا راستہ نہیں ہے۔“

ایک خالی الذہن بچے کے لیے یہ سوال کافی ہے کہ ابھی تک سیدھا راستہ نہیں ہے تب ہی مانگ رہے ہیں۔ ایک سوال اس نے یہ کیا کہ ”دیکھو! مسلمان ہمیں کہتے ہیں کہ ہندو بت پرست ہیں، ٹھیک ہے ہم پتھر کی مورتی بناتے اور اس کو پوجتے ہیں اور آپ نے پتھر کا کوٹھا بنایا ہوا ہے اور اس کے ارد گرد گھومتے ہیں، پتھر کو چومتے ہیں، وہاں بھی پتھر کو پوجتے ہیں اور ہم بھی پتھر کو پوجتے ہیں تو فرق کیا ہے؟“

اس کتاب میں اس قسم کے سوالات ہیں۔ اس پر ہمارے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا تو آمنا سامنا اور مناظرہ بھی ہوا ہے، حضرت کے رسالہ ”قبلہ نما“ میں اِن سوالات کے جوابات کا ذِکر ہے۔ اگر میری یہ بات ہضم ہو جائے تو میں عرض کروں گا کہ دیانند سرسوتی کے اس فکری فتنے کے جواب میں تین بزرگ سامنے آئے ہیں۔

۱۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ۔

۲۔ اہل حدیث حضرات میں حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کی کتاب ہے ”حق پرکاش“ جو اس کے جواب میں لکھی گئی ہے۔

۳۔ بریلوی بھی میدان میں آئے ہیں، مولانا نعیم الدین مرادآبادی نے اس حوالہ سے ایک کتاب بھی لکھی ہے۔ نئی نسل کے ذہن میں وقت سولات کھڑے کرتا ہے اس کا جواب دینا ضروری ہے۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اس دور کے فکری امام بھی ہیں انہوں نے سوالات کا سامنا کیا ہے نظر انداز نہیں کیا اور نہ ہی یہ کہا کہ ”چھوڑو یار! وہ بک بک کرتے رہیں“ بلکہ انہوں نے سامنا کیا اور جواب دیا ہے۔ ان کے جواب پر پنڈت دیانند نے مانا اور تسلیم کیا۔

یہاں ایک لطیفہ سنا دیتا ہوں، میلہ خداشناسی میں مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا ایک ہندو پنڈت سے مناظرہ ہو رہا تھا، مکالمہ لا جک، دلیل اور منطق سے ہونا ہے۔ ہندو پنڈت نے جب دیکھا کہ میں شکست کھا رہا ہوں تو

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اس نے پینترا بدلا اور کہا ’’مولوی صاحب چھوڑ و اس بات کو یہ باتیں ہوتی رہیں گی، کھانے کا مقابلہ کرلو!‘‘ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے فرمایا

’’ٹھیک منظور ہے‘‘ یہ سن کر ساتھی پریشان ہو گئے کہ مولوی صاحب تو کھاتے ہی کچھ نہیں ہیں، یہ تو ہلکی پھلکی خوراک کھاتے ہیں اور کھانے کا چیلنج قبول کرلیا ہے۔ جب بات آگے بڑھی اور فیصلہ ہونے تک پہنچی تو مولانا قاسم نانوتویؒ نے فرمایا ’’ٹھیک ہے مقابلہ کھانے کا ہے، لیکن کھانے کا نہیں ہوگا بلکہ نہ کھانے کا ہوگا۔ مجھے اور اسے پنجرے میں بند کردو پھر دیکھو کیا ہوتا ہے۔‘‘

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے علوم وافکار کی بات بڑی لمبی ہے، اور میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس پر کچھ عرصہ پہلے حضرت مولانا محمد اسعد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے انڈیا میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ پر محاضرات کروائے تھے، انڈیا میں چھپے ہیں ہمیں ان کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ بات کو سمیٹتے ہوئے کہوں گا کہ ہمیں یہ بیماری ہے کہ ہم اپنی شخصیات سے عقیدت اور محبت بھی رکھتے ہیں، ان کے نام نے نعرے بھی لگاتے ہیں مگر انہیں پڑھتے نہیں ہیں۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے تعلیمی، فکری اور سیاسی دائرے کو پڑھنا چاہئے۔

میں اس پر اپنی بات کو ختم کروں گا کہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے مولانا مناظر احسن گیلانیؒ نے اپنی یادداشتوں میں یہ بات نقل کی ہے کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے مدرسہ بنایا ہے اس کا مقصد کیا ہے؟ حضرت شیخ الہندؒ نے فرمایا ’’دیکھو! تعلیمی کام کرتے رہو میں کسی میں رکاوٹ نہیں بنتا، لیکن میرے استاذ نے یہ مدرسہ کیوں بنایا تھا؟ ۱۸۵۷ء میں جو کچھ نقصانات ہوئے تھے اس کی تلافی اور متبادل تلاش کرنے کے لیے یہ مدرسہ بنایا تھا‘‘۔ کیونکہ ۱۸۵۷ء میں ہمارا سب کچھ لُٹ گیا تھا اور ہم زیرو پوائنٹ پہ کھڑے ہو گئے تھے۔ ہم اپنے نقصانات کا اندازہ کرلیں، ایک تقسیم کار ہے۔ ایک بات اور عرض کروں گا کہ ہم میں سے ہر آدمی سارے کام کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن وہ فیل ہوجاتا ہے اس لیے کہ ہم میں ابھی تک تقسیم کار نہیں آرہی۔ ہمیں تقسیم کار کرنا ہوگی، آپس میں کام بانٹنا ہوگا اور نقصانات کا اندازہ کرنا ہوگا جو علمی بھی ہیں فکری بھی ہیں سیاسی بھی ہیں اور تہذیبی بھی ہیں۔ ہمیں فکری حلقوں کو اس وقت کی ترجیحات کا جائزہ لینا ہوگا۔ چلیں پچھلے نقصانات تو جو ہو گئے سو ہو گئے تھے، ہمیں اس وقت کے نقصانات کا جائزہ لینا ہوگا کہ اب کہاں کہاں سے کیا کیا نقصانات آرہے ہیں، ہمیں سوچ سمجھ کر ترجیحات قائم کرکے، اپنے بزرگوں کی تعلیمات کو پڑھ کر اور اُن سے واقفیت حاصل کرکے اُن کی راہنمائی میں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہمیں اپنی ترجیحات طے کرنا ہوں گی، اور اُن بزرگوں سے راہنمائی حاصل کرنا ہوگی، اللہ پاک اُن کے درجات بلند سے بلند تر فرمائے اور ہمیں اُن سے شعوری راہنمائی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

یہ بہت خوش آئند ہے حافظ خرم شہزاد اور ان کے ساتھیوں کو مبارک باد دوں گا، یہ اچھی کوشش ہے کہ وقتاً فوقتاً ہم کسی بزرگ کی شخصیت کو سامنے رکھ کر بیٹھیں، باتیں کریں، اُن کی خدمات کا جائزہ لیں، اُن میں اپنے لیے راہنمائی کے راستے تلاش کریں اور دیکھیں کہ ہم نے اُن کے مشن کو آج کے دور میں کیسے باقی رکھنا اور آگے بڑھانا ہے۔ اور ہماری یہ ڈبل ذمہ داری ہے کہ اُن کے مشن کو باقی رکھنا اور آگے بڑھانا! کیا وہاں سامنے کام رُک گئے تھے؟ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی وفات کو کتنا عرصہ ہوا ہے اور کیا ان کے بعد کوئی فتنہ کھڑا نہیں ہوا؟ ہمارے آج کے چیلنجز کا سامنا کس نے کرنا ہے؟ اب چیلنجز، طریقہ کار اور ہتھیار مختلف ہو گئے ہیں اس لیے اب ہماری ڈبل ڈیوٹی ہے۔ پچھلے بزرگوں کے مشن کو زندہ رکھنا اور آج کی ضروریات کا اندازہ کر کے اس کے لیے اپنے آپ کو تیار کرنا، ہم تو بوڑھے ہو گئے ہیں نئی نسل کو کم از کم سمجھا تو دیں کہ یہ کام کرنے کا اور ایسے کرنے کا ہے۔ اللہ پاک اس پروگرام کو کامیابی عطا فرمائے اور ہمیں اپنے فرائض سرانجام دیتے رہنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین یا رب العالمین

خوشخبری!

جانشین امام اہل السنۃؒ، شیخ الحدیث والتفسیر

مفکر اسلام حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب مدظلہ

صدر مدرس و ناظم تعلیمات جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

کے مختلف موضوعات پر **تین ہزار** سے زائد خطبات و مضامین ان کی آفیشل ویب سائٹ

www.zahidrashdi.org

پر ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں۔ مزید خطبات و مضامین پر مسلسل کام جاری ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

[خطاب] مولانا محمد فیاض خان سواتی
[ضبط و ترتیب] محمد حذیفہ خان سواتی

حضرت لقمان حکیم ؒ کی اپنے بیٹے کو نصیحتیں

(حصہ اول)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، خُصُوْصاً عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ نُجُوْمِ الْھُدٰی، اَمَّا بَعْدُ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِکْمَۃَ اَنِ اشْکُرْ لِلّٰہِ ، وَمَنْ یَّشْکُرْ فَاِنَّمَا یَشْکُرُ لِنَفْسِہٖ، وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌo

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ، وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ، وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔

محترم حاضرین و برادرانِ اسلام و خواتین محترمات!

تمہید

میں نے آپ کے سامنے قرآنِ کریم اکیسویں پارہ میں سے ’’سورۃ لقمان‘‘ کی آیت نمبر ۱۲ تلاوت کی ہے، جس کی روشنی میں، آج میں آپ کے سامنے حضرت لقمان ؒ کی اُن نصیحتوں کو بیان کرنا چاہتا ہوں جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ کریم میں ذکر فرمایا ہے، ویسے تو اُن کی بہت سی نصیحتیں ہیں جو احادیث اور تاریخ کی کتب میں مذکور ہیں، وہ کسی اور موقع پر عرض کروں گا، ان شاءاللہ۔ آج تقریباً ایک درجن وہ نصیحتیں ذکر ہوں گی جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت لقمان ؒ کی زبان سے قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے، یہ نصیحتیں انہوں نے اپنے بیٹے کو کی تھیں، جو تربیتِ اولاد کے حوالے سے بہت اہم نصیحتیں ہیں، تمام والدین کو اپنی اولاد اور تمام اساتذہ کو اپنے تلامذہ کے بارے میں اِن

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نصیحتوں کا بطورِ خاص اہتمام کرنا چاہئے، سب سے پہلے اِس آیت کا ترجمہ ومفہوم عرض کرتا ہوں۔

تلاوت کردہ آیت کا ترجمہ ومفہوم

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اور البتہ تحقیق ہم نے عطا کی لقمان کو حکمت، دانائی اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ یہ کہ تو اللہ کا شکر ادا کر۔ آگے اللہ تبارک وتعالیٰ نے شکر کی اہمیت واضح کی ہے کہ شکر ادا کرنے کا کیا نفع ونقصان ہے، فرماتے ہیں وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ جو شکریہ ادا کرتا ہے وہ اپنے لیے ادا کرتا ہے، اس کو اپنا فائدہ ہوتا ہے، اور دوسرا پہلو وَمَنْ كَفَرَ اور جو انکار اور ناشکری کرتا ہے فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ تو بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ بے نیاز ہے، تعریفوں والا ہے، اس کو کسی کے شکریے کی ضرورت نہیں ہے، جس انسان نے بھی شکریہ ادا کرنا ہے اپنے فائدے کیلئے کرنا ہے، وہ اللہ کے سامنے بندگی کرتا ہے تو خدا خوش ہوتا ہے، اس کا اصول ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ۔ (ابراہیم۔۷) اگر تم شکریہ ادا کرو گے تو میں تمہارے لیے زیادہ کروں گا اور اگر تم ناشکری اور انکار کرو گے تو میرا عذاب بھی بڑا سخت ہے، غرضیکہ انسان کو اپنا ہی فائدہ ہوا، اللہ نے اس کا طریقہ بتلا دیا ہے۔

حضرت لقمانؒ کا مختصر تعارف

میں تمہید کے طور پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت لقمانؒ کون تھے اور کس زمانے میں ہوئے ہیں، ان کا مختصر سا تعارف عرض کر کے اصل بات کی طرف آتا ہوں، ٹائم مختصر ہوتا ہے۔

حضرت لقمانؒ بہت بڑے آدمی گزرے ہیں، دنیا کے معروف دانا ہیں، اُن سے بڑا دانا کون ہوگا جن کی دانائی کی تعریف اللہ نے قرآن پاک میں کی ہے اور ان کی نصیحتوں کا ذکر فرمایا ہے، جمہور امت کا نظریہ یہ ہے کہ حضرت لقمانؒ نبی نہیں تھے، اللہ کے ولی، مومن اور دنیا کے ایک نمبر کے دانا آدمی تھے، جبکہ بعض حضرات کا نظریہ یہ ہے جیسا کہ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ وہ نبی تھے، لیکن یہ درست معلوم نہیں ہوتا، وہ اللہ کے نیک اور صالح بندے تھے، دوسری بات یہ کہ وہ آزاد تھے یا غلام تھے؟ دونوں قسم کے نظریات پائے جاتے ہیں، تیسری بات یہ کہ وہ کس زمانے میں ہوئے، بعض اُن کو بنی اسرائیل سے پہلے قومِ عاد کا باشندہ تسلیم کرتے ہیں، جبکہ بعض انہیں بنی اسرائیل کا باشندہ تسلیم کرتے ہیں، صحیح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ بنی اسرائیل کے باشندہ تھے، اُن کا اور حضرت داوٗدؑ کا زمانہ ایک ہے، تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی حضرت داوٗدؑ سے ملاقات ہوئی ہے، حضرت داوٗدؑ کو نبوت ملنے سے پہلے یہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

قاضی تھے اور فتوے دیا کرتے تھے، پھر جب حضرت داؤدؑ کو نبوت مل گئی تو انہوں نے یہ کام چھوڑ دیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت لقمانؒ کو ایک ہزار سال عمر عطا فرمائی، بڑی لمبی عمر ہے، اس زمانے میں انہوں نے بہت سے انبیاءؑ سے ملاقات کی، حضرت عیسیٰؑ سے تقریباً ایک ہزار سال پہلے ان کا زمانہ ہوا ہے، ظاہری شکل وصورت بالکل اچھی نہیں تھی، جیسے حبشہ کے لوگ ہوتے ہیں، کالا رنگ، نین نقش خوبصورت نہیں تھے، لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو باطنی نور سے بڑا نوازا تھا، یہ اس کی دین ہے۔ اسی کا ذکر اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اور البتہ تحقیق ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی۔

حکمت کیا ہے؟

حکمت اس بات کو کہتے ہیں جس سے انسان کو کوئی نہ کوئی نصیحت حاصل ہو، وہ بندگی پر آمادہ ہو جائے اور برائیوں اور قباحتوں کو چھوڑ دے، جس کو ہم دانائی اور پتے کی بات کہتے ہیں، عربی میں اس کو حکمت کہتے ہیں، حضور نبی اکرمؐ کا فرمانِ مبارک حدیث کی مشہور کتاب بیہقی شریف میں ہے کہ رَأْسُ الْحِكْمَةِ مَخَافَةُ اللّٰهِ حکمت یعنی دانائی کی بنیاد اللہ کا خوف ہے۔ جس آدمی میں اللہ کا خوف پیدا ہو جائے، جتنا زیادہ پیدا ہوگا اتنا ہی وہ حکیم اور دانا ہو جائے گا، اس میں حکمت پیدا ہو جائے گی۔ حکمت بہت اعلیٰ چیز ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ انبیاءؑ کو بھی عطا فرماتا ہے، حضور نبی اکرمؐ کے تذکرے میں بھی موجود ہے، سورۃ البقرۃ (آیت۔۱۲۹) میں وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ کے الفاظ آئے ہیں، آپ کو دانائی عطا کی گئی کہ آپ امت کا تزکیہ کریں، تو حضرت لقمانؒ کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے دانائی عطا ہوئی۔ آدمی جتنا بڑا ہو، اس کیلئے آزمائشیں بھی بڑی ہوتی ہیں، سب سے زیادہ آزمائشیں انبیاءؑ پر آتی ہیں، ان سے بڑا کوئی نہیں ہوتا، حضور نبی اکرمؐ نے فرمایا اَشَدُّ الْبَلَاءِ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ سب سے زیادہ آزمائشیں اور سختیاں انبیاءؑ پر ہوتی ہیں پھر درجہ بدرجہ دوسروں پر۔

دانائی کا تقاضا

الغرض! حضرت لقمانؒ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے دانائی عطا فرمائی، آج کسی کو دانائی مل جائے تو وہ اسے اپنی محنت سمجھتا ہے کہ میں نے بڑی محنت کی، میں نے بڑا پڑھا، میں نے فلاں ڈگری حاصل کی، اس کی توجہ اس طرف جاتی ہی نہیں کہ یہ اللہ کی دین ہے، اگر وہ پڑھنے کی ہمت اور طاقت ہی نہ دیتا تو تمہیں یہ کیسے حاصل ہوتی؟ غرضیکہ بنیاد اللہ تبارک وتعالیٰ ہیں، دینا اللہ ہی نے ہے، جس کو یہ مل جائے اس کیلئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے طریقہ یہ فرمایا ہے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

جیسا کہ لقمانؒ کو حکم ہوا اور ان کے ذریعے ہمیں قیامت تک حکم ہو رہا ہے، یعنی ہمیں بتایا جا رہا ہے اور اُن کی نصیحتوں کا ذکر ہمیں سمجھانے کیلئے کیا جا رہا ہے کہ اَنِ اشْکُرْ لِلّٰہِ یہ کہ آپ اللہ کا شکر ادا کریں، اللہ کا شکر ہر حال میں ضروری ہے، جس بھی انسان کو حکمت اور دانائی یا کوئی اور نعمت مل جائے اسے اللہ کا شکریہ ضرور ادا کرنا چاہئے، جو بھی شکریہ ادا کرے گا، اللہ اسے اور دے گا، اس کا اپنا فائدہ ہوگا، اس دنیا میں بھی فائدہ ہوگا اور آخرت میں بھی کامیابی کی صورت میں اسے فائدہ ہوگا، اور جو اس دنیا میں شکر ادا نہیں کرتا، گویا کہ وہ خدا کے حکم کا انکار کرتا ہے تو وہ آخرت میں سزا کا مستحق ہوگا، اللہ کو اس کے شکریے کی ضرورت نہیں ہے، اُس نے انسانوں کو اس دنیا میں آزمائش کیلئے بھیجا ہے اور آزمائش پر پورا اترنے کے طریقے بھی بیان فرمائے ہیں، اُن طریقوں کا ذکر اللہ تبارک وتعالیٰ خود فرماتے ہیں۔

حضرت لقمانؒ کی اپنے بیٹے کو نصیحتیں

حضرت لقمانؒ نے اپنے بیٹے کو جو اہم وعظ اور نصیحتیں فرمائیں، ان میں سے ایک درجن کے قریب اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں ذکر فرمائی ہیں۔ حضرت لقمانؒ کے بیٹے کا نام ساران تھا۔ آج ہر باپ کو اپنے بیٹے کیلئے، ہر استاذ کو اپنے شاگرد کیلئے، ہر بڑے کو چھوٹے کیلئے، ہر پیر کو اپنے مرید کیلئے ان نصیحتوں کا لحاظ ضرور رکھنا چاہئے۔

[۱] شرک سے اعراض

سب سے پہلے حضرت لقمانؒ نے اپنے بیٹے سے کہا وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ یَعِظُهٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ، اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ۔ (لقمان۔۱۳) حضور نبی اکرمؐ سے بذریعہ وحی فرمایا گیا کہ اس بات کو دھیان میں لائیں، اس بات کی طرف آپ توجہ فرمائیں کہ جب حضرت لقمانؒ نے اپنے بیٹے سے کہا، وہ ان کو وعظ ونصیحت کر رہے تھے، اے بیٹے! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرانا۔ باپ بیٹے کو سب سے پہلی نصیحت یہ کرے کہ خدا کی توحید کا قائل ہو جا، یہ سب سے پہلی بات ہے، کیونکہ اس پر آگے ساری زندگی اور سارے اعمال کا مدار ہے، مسلمان کے اعمال صالحہ کیوں مقبول ہوتے ہیں، کیوں بڑھتے ہیں، کیوں ان کا اجر وثواب زیادہ ہوتا ہے، وجہ یہ ہے کہ پیچھے ایمان ہوتا ہے، توحید ہوتی ہے، شرک سے نفرت ہوتی ہے، پھر اللہ تبارک وتعالیٰ شرف قبولیت سے نوازتے ہیں، وگرنہ بظاہر اچھے کام تو بہت سے کافر بھی کرتے ہیں، رفاہی کام کرتے ہیں، لیکن پیچھے ایمان نہیں ہے، توحید نہیں ہے، شرک ہے، خدا کا انکار اور دہریت ہے، تو اللہ تبارک وتعالیٰ اسی دنیا میں اُن کو نمٹا دیتا ہے، ان کو اور دیتا ہے، مسلمانوں سے زیادہ کافروں کو مل رہا ہے، آپ نے کبھی غور کیا ہے؟ اس کی وجہ یہی ہے، مسلمانوں پر آزمائش ہے، ان کیلئے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

آخرت میں اجر تیار کر رکھا ہے اور اُن کو دنیا میں ہی دے کر بھگتا دیا ہے کہ جاؤ۔

شرک ذاتی وصفاتی

تو سب سے پہلی نصیحت یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ، شرک اللہ کی ذات میں بھی ہوتا ہے اور اس کی صفات میں بھی ہوتا ہے، خدا کے علاوہ کوئی دوسرا خدا نہیں ہے، عیسائیوں نے عیسیٰؑ کو اللہ کا بیٹا بنا دیا اور یہودیوں نے عزیزؑ کو ابن اللہ بنا دیا، یہ خدا کی ذات میں شرک ہے، جبکہ اللہ کی صفاتِ مختصہ جو اللہ کے علاوہ کسی اور میں نہیں پائی جاتیں وہ کسی اور میں تسلیم کرنا، کسی نبی میں، کسی فرشتے میں، کسی ولی میں، کسی بڑے میں، کسی چھوٹے میں، کسی زندہ میں، کسی مردہ میں، خدا کی صفات مختصہ تلاش کرنا، شرک صفاتی کہلاتا ہے۔ آج مسلمانوں میں اکثر لوگ شرک صفاتی میں مبتلا ہیں، آج کسی بھی بزرگ کی قبر پر چلے جائیں، آپ دیکھیں وہاں کیا کچھ ہوتا ہے، سجدہ کرنا صرف خدا کی صفت خاصہ ہے، حضور نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ اگر اللہ کے علاوہ کسی اور کیلئے سجدہ کرنا جائز ہوتا تو اللہ تبارک وتعالیٰ بیوی کو حکم دیتا کہ خاوند کو سجدہ کرے، لیکن اللہ کے علاوہ کسی کو سجدہ جائز نہیں ہے، اس کے علاوہ کسی زندہ، کسی مردہ، کسی قبر، کسی پتھر، کسی جن، کسی فرشتہ اور کسی نبی کو سجدہ نہیں کر سکتے، حضور نبی اکرمؐ کو بھی صحابہ کرامؓ نے کہا کہ دوسرے لوگ اپنے بادشاہوں کو سجدہ کرتے ہیں ہم بھی آپ کو سجدہ کر لیں، فرمایا نہیں خدا کے علاوہ کسی کو سجدہ نہیں کر سکتے، بلکہ آپ نے نصیحت فرمائی کہ میری قبر کو بھی سجدہ گاہ مت بنانا، آج مسلمان قبروں پر جا کر سجدے کرتے ہیں، سجدہ اللہ کی ذات کو کرنا چاہئے، لیکن پستی کا عالَم یہ ہے کہ زندہ تو کجا مردوں کے پاس جا کر سجدہ ریز ہو جاتے ہیں، اولاد دینا خدا کا کام ہے، وہ دوسروں سے مانگتے ہیں، اسی طرح خدا کی بہت سی صفاتِ مختصہ ہیں جن میں انسان دوسروں کو شریک کرتا ہے، یہ صفاتی شرک ہوتا ہے، بہت سے لوگوں کو پتہ ہی نہیں چلتا کہ وہ شرک میں مبتلا ہوتے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ سب کو محفوظ فرمائے۔ حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو یہ نصیحت کی کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ بے شک شرک ظلمِ عظیم اور بہت بڑی زیادتی ہے۔ اللہ ہر گناہ کو بخش سکتا ہے لیکن شرک کو نہیں بخشتا، اس نے یہ صاف اعلان کر دیا ہے، لہٰذا اس سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

[۲] اعمال کی پیشی

دوسری نصیحت حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے ساران سے یہ کی يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْفِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ، اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

(لقمان۔۱۶) اس دنیا میں آدمی کوئی بھی کام کرتا ہے، چھوٹا ہے یا بڑا ہے، نیکی کا ہے یا بدی کا ہے، ظاہراً کرتا ہے یا خفیہ کرتا ہے، رائی کے دانے کی اللہ تعالیٰ نے مثال دی ہے، اگر رائی کے دانے کے برابر بھی کوئی نیکی یا بدی کرتا ہے تو وہ کام خواہ کسی چٹان کے اندر کیوں نہ ہو، جہاں کسی کی رسائی نہیں ہوسکتی، وہ آسمانوں کے کناروں پر کیوں نہ ہو، اپنے دیس سے دوسرے دیس میں ہوائی جہاز میں جا کر کیوں نہ کرلے، آسمان کے کناروں میں چلا جائے، زمین کی تہہ میں گھس جائے، تہہ خانوں میں پہنچ جائے، حضرت لقمانؒ نے اپنے بیٹے سے کہا یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ان سب کو اللہ حاضر کردے گا، لہٰذا جو کچھ بھی کررہا ہے اس سے غافل نہ ہو، تمہارا عمل ہر ایک سے چھپ سکتا ہے، لیکن اللہ سے نہیں چھپ سکتا، حضور نبی اکرمؐ نے بھی فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی نیکی یا برائی کرتا ہے، تو وہ چاہے ایک مضبوط چٹان کے اندر کیوں نہ ہو، بڑی چٹان کو پھاڑنا بڑا مشکل ہوتا ہے، قیامت والے دن اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو بھی نکال کر سامنے کردے گا، يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ۔ (الطارق ۹) جس دن تمام راز ظاہر کردیے جائیں گے، فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرً يَّرَهٗ۔ (الزلزال۔۷) جس کسی نے ایک ذرے کے برابر بھی نیکی کا کام کیا ہوگا وہ اسے دیکھ لے گا وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ۔ (الزلزال۔۸) اور جس نے ایک ذرہ کے برابر بھی برائی کا کام کیا ہوگا وہ اسے دیکھ لے گا۔

اس وجہ سے انہوں نے اپنے بیٹے کو یہ نصیحت کی کہ اس سے غافل مت ہونا، آج کل بچے ماں باپ سے، شاگرد استاد سے، مرید پیر سے، اسی طرح جتنے بھی طبقات ہیں سارے کے سارے، کام کرنے والے ملازم اور مزدور اپنے آقا سے، اپنے باس سے، اپنے نگران سے، محکموں کے لوگ ماتحتوں یا اپنے بڑوں سے چھپ کر کام کرلیتے ہیں، انہیں پتہ نہیں لگنے دیتے، ڈیوٹی میں ڈنڈی ماردیتے ہیں، کام پورا نہیں کرتے، یہ سب چیزیں اس میں آتی ہیں، تفصیل کا موقع نہیں وگرنہ ساری باتیں مثالوں سے عرض کرتا، اللہ تبارک وتعالیٰ سے کوئی بات چھپی ہوئی نہیں ہے، ساری کی ساری ظاہر ہوجائیں گی، بیٹے اس سے غافل نہ ہوں، اگر ہم لوگ اپنے بچوں کو بچپن سے یہ نصیحتیں ذہن میں ڈال دیں کہ شرک نہیں کرنا، ان کو ذاتی اور صفاتی شرک کے بارے میں بتایا جائے اور ان کے ذہن میں یہ ڈالا جائے کہ جو بھی کام ہے وہ ایک دن ظاہر ہوجانا ہے تو وہ زندگی میں اس کا خیال رکھیں گے، بچے بچیاں خرابیاں کرتے ہیں، آج کل تو خرابیاں ہر آدمی کے جیب میں موبائل کی صورت میں پڑی ہوئی ہیں، بچے ماں باپ سے چھپ کر برے کام کرتے ہیں، یہ سب برائیاں ایک دن ظاہر ہوجاتی ہیں، اُن کا ذہن اگر بچپن میں بن جائے تو ان کی اصلاح ہوجائے گی، یہ بہت اہم نصیحت ہے جو حضرت لقمانؒ نے اپنے بیٹے سے کی کہ بالآخر ہر چیز ظاہر ہوجائے گی۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

[۳] اقامتِ صلوٰۃ

تیسری نصیحت حضرت لقمانؒ نے اپنے بیٹے کو یہ فرمائی یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ۔ (لقمان۔۱۷) اے بیٹے! نماز کو قائم رکھو۔ نماز حضرت آدمؑ سے تمام شریعتوں میں چلی آ رہی ہے، طریقہ اور تعداد مختلف رہی ہے، پہلے دور میں تین نمازیں ہوتی تھیں، ہماری پانچ ہیں، بنی اسرائیل کی نماز میں صرف رکوع تھا، سجدہ نہیں تھا، اسی طرح دیگر قوموں کی نمازوں کے طریقے بھی مختلف رہے ہیں، نماز بڑی اہم چیز ہے، یہ نصیحت بچوں اور شاگردوں کے ذہن میں چھوٹی عمر میں ہی ڈال دینی چاہیے، چھوٹی عمر میں جو بات ذہن کی تختی پر نقش ہو جائے وہ زندگی میں کبھی مٹتی نہیں، اسی وجہ سے قرآن کریم بچپن میں حفظ کرایا جاتا ہے تاکہ یاد رہے، اس وقت ذہن کام صحیح کر رہا ہوتا ہے، جب بڑا ہو جاتا ہے تو اس وقت ذہن اتنا کام نہیں کرتا، کیونکہ الجھنوں میں مبتلا ہو جاتا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت میں سے نماز ایک ایسی عبادت ہے کہ کل قیامت والے دن عبادات میں سے سب سے پہلے پوچھ اس کی ہوگی، شیخ سعدیؒ نے اپنی کتاب ''کریما'' میں فارسی نظم میں کہا ہے کہ

؎ روزِ محشر کہ جاں گداز بود   اولین پرسش نماز بود

قیامت والے دن جب محشر کے میدان میں جان پگھلی ہوئی ہوگی سب سے پہلے پوچھ نماز کے بارے میں ہوگی۔

حضور نبی اکرمؐ کا ایک فرمانِ مبارک امام ابن کثیرؒ نے اپنی قرآن کریم کی تفسیر ابن کثیر میں نقل کیا ہے کہ جو آدمی نماز ادا کرتا ہے، جب وہ تشہد میں بیٹھ کر پڑھتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ، جو نماز پڑھتے ہیں ان کو پتہ ہے، یہ دعا ہے اے اللہ! ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلامتی نازل فرما، حضور نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ نماز میں جب یہ کہتا ہے تو وہ تمام بندوں کا حق بھی ادا کرتا ہے، فرشتوں کا حق بھی ادا کرتا ہے اور نیک جنات کا حق بھی ادا کرتا ہے، غرضیکہ وہ تینوں مخلوقوں کو سلام کر رہا ہوتا ہے، پہلے کہتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا سلامتی نازل فرما ہم پر، یعنی اپنے آپ پر اور جو اس کے ساتھ نماز میں شریک ہیں ان پر، اور پھر کہتا ہے وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اور اللہ کے نیک بندوں پر، جو انسانوں میں بھی ہیں، جنوں میں بھی اور فرشتے بھی ہیں، اور جو آدمی نماز نہیں پڑھتا اس کے بارے میں جناب رسول اللہؐ نے فرمایا کہ وہ ان تین مخلوقوں کا حق دباتا ہے، وہ نہ بندوں کا حق ادا کر رہا ہے، نہ فرشتوں کا اور نہ نیک جنات کا، بلکہ وہ تینوں کا حق پامال کر رہا ہے، لہٰذا نماز بڑی اہم چیز ہے، اس کے ساتھ انسان کی ذاتی اصلاح بھی ہوتی ہے اور اجتماعی بھی، یہ ایک بڑی لمبی بات ہے، پھر کبھی عرض کروں گا۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

[۴] امر بالمعروف

چوتھی نصیحت حضرت لقمانؒ نے اپنے بیٹے کو یہ فرمائی وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ۔ (لقمان۔۱۷) نیکی کا حکم کر، نیکی کی بات کہہ، انسان کا جہاں تک اختیار ہوتا ہے وہاں تک نیکی کی بات کہنا اس کے ذمے ہے۔ سب سے زیادہ اختیار اپنے بال بچوں پر ہوتا ہے، اس کے بعد باہر والوں پر کہ ان سب کو درجہ بدرجہ نیکی کا حکم دیتا رہے۔

[۵] نہی عنی المنکر

پانچویں نصیحت حضرت لقمانؒ نے اپنے بیٹے کو یہ فرمائی وَانْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ۔ (لقمان۔۱۷) اور برائی سے روک۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بڑی اہم چیز ہے۔ ہم لوگ اولاد، شاگردوں اور اپنے محکموں کے حوالے سے اس سے غافل ہیں، اسی وجہ سے خرابیاں پیدا ہوتی ہیں، ہم برائی کو اپنے سامنے دیکھتے ہیں، لیکن منع نہیں کرتے، نیکی کے مواقع ہیں، عبادت کے مواقع ہیں، لیکن کسی کو کہتے نہیں ہیں، بچوں اور شاگردوں کو یہ نہیں کہتے نماز پڑھو، کوئی برائی کا کام کر رہا ہے تو اس کو روکتے نہیں ہیں، جہاں تک انسان کی استطاعت ہے اسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ زندگی بھر انجام دیتے رہنا چاہیے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تین درجات

حضور نبی اکرمؐ نے اس کے درجات بیان فرمائے ہیں، امام غزالیؒ نے ''احیاء العلوم'' میں اس کی تفصیل بیان کی ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تین درجات ہوتے ہیں۔

[۱] زبان اور تحریر کے ساتھ، یہ اہل علم کا کام ہے، جو خطبے میں بھی کہہ دیتے ہیں، اپنی کتابوں میں بھی لکھ دیتے ہیں اور جہاں ان کو موقع ملتا ہے وعظ و نصیحت کرتے رہتے ہیں، ان کا کام بس اتنا ہی ہے۔

[۲] طاقت، قانون اور لاء کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا حکام کا کام ہے، یہ صدر، وزیر اعظم، فوج اور پولیس کی ذمہ داری ہے، یہ عام لوگوں کا کام نہیں ہے، عام لوگ اگر ایسا کریں گے تو انتشار اور خلفشار ہوگا۔

[۳] تیسرا درجہ نیکی کو نیکی سمجھنا اور برائی کو برائی سمجھنا ہے، جو عوام الناس کا کام ہے، جہاں بدی کو دیکھیں، اگر ان کا بس چلتا ہے تو کہہ دیں، اگر بس نہیں چلتا تو نیکی کو نیکی اور برائی کو برائی سمجھیں، یہ سب سے کمزور ایمان کی نشانی ہے، حضور نبی اکرمؐ نے فرمایا وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ یہ کمزور ترین ایمان ہے، آج یہ کمزور ایمان بھی نہیں رہا، ہم نیکی کا کام دیکھتے ہیں تو اس کے راستے میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں، برائی کا کام دیکھتے ہیں تو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

لیتے ہیں اور اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں، مجھے تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں، آپ ہر طرف خود دیکھ سکتے ہیں۔

[۶] صبر

چھٹی نصیحت حضرت لقمانؒ نے اپنے بیٹے کو یہ فرمائی وَاصْبِرْ عَلٰی مَا اَصَابَكَ۔ (لقمان۔۱۷) یہ دنیا کی زندگی ہے، اس میں تکلیفیں اور مصیبتیں سب کو آتی ہیں، انبیاء کو آتی ہیں تو ماوشما کیا چیز ہیں، لیکن جب کوئی تکلیف آئے، دنیا کے کام میں یا دین کے کام میں، اس کیلئے یہ نصیحت کی، جو ہر بچے کو کرنی چاہئے کہ وَاصْبِرْ عَلٰی مَا اَصَابَكَ۔ اور صبر کرو اس چیز پر جو تمہیں پہنچے، جزع فزع نہ کرو، کیونکہ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔ (الانفال۔۴۶) اللہ کی تائید صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتی ہے۔ حضور نبی اکرمؐ نے فرمایا اَلصَّبْرُ نِصْفُ الْاِيْمَانِ صبر آدھا ایمان ہے۔ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ۔ (لقمان۔۱۷) بے شک یہ پختہ امور میں سے ہے۔

حضرت لقمانؒ نے اپنے بیٹے ساران کو اور بھی چند نصیحتیں کیں، اللہ نے موقع دیا تو آئندہ جمعہ آپ کے سامنے ان کی ان نصیحتوں کو جو قرآن مجید میں موجود ہیں عرض کرنے کی کوشش کروں گا، دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

دعائیہ کلمات

بابو سجاد علی صاحب کے بیٹے صباحت علی لاہور ہسپتال میں داخل ہیں، دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ صحت کاملہ و عاجلہ نصیب فرمائے۔ محمود احمد صاحب کہہ رہے ہیں کہ میرے بھائی کی بڑی آنت کا آپریشن ہے، میو ہسپتال میں زیر علاج ہے، ان کیلئے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ صحت کاملہ و عاجلہ نصیب فرمائے۔ ہمارے ادارہ کے باورچی محمد عارف کے سر کا آپریشن ہوا ہے، وہ بھی بیمار ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو بھی صحت کاملہ و عاجلہ نصیب فرمائے۔ جتنے بھی مسلمان مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے بیمار ہیں، جس جس قسم کی بیماری اور تکلیف میں مبتلا ہیں، پروردگار سب کو صحت کاملہ و عاجلہ نصیب فرمائے، جو پریشان حال ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ سب کی پریشانیوں کو دور فرمائے، اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو دین حق کی صحیح سمجھ نصیب فرمائے اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَن لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔

(تاریخ خطبہ جمعۃ المبارک: ۲۸، جولائی ۲۰۱۷ء)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ
سابق شیخ الحدیث جامعہ نصرۃ العلوم

امتِ مسلمہ کی کامیابی کا راز

ہم تعداد میں گو کثیر ہیں مگر افسوس کہ ستاروں کی طرح بکھرے ہوئے ہیں اور من مانی اور انفرادی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ہم بظاہر اگرچہ ایک دوسرے سے واقف اور قریب تر ہیں لیکن درحقیقت ایک دوسرے سے بے گانہ اور دور ہیں۔ ہر شخص اپنی اپنی مفاد پرستیوں کے محور کے گرد گھومتا ہے اور حیاتِ ملّی کا نصب العین نگاہوں سے اوجھل ہے، اور یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ قوموں کی ہستی اور بقا کا مدار ان کی مرکزیت اور اجتماع پر ہوتا ہے، ان کی انفرادی اور جداگانہ حیثیت اور امتیازی خصوصیت اسی نقطۂ ماسکہ سے وابستہ ہوتی ہے۔ اگر ان کی جماعتی اور تنظیمی زندگی اور مرکزیت میں خلل اور انتشار وتشتت وخلفشار رواقع ہو جائے تو ان کی قومی اور ملّی حیثیت کا شیرازہ بالکل بکھر جاتا ہے اور اندوہناک حوادث ونوازل کی بادِ صرصر اور دہریت والحاد کا ہر جھونکا انہیں جدھر چاہے بے وزن پَر اور خفیف تنکے کی طرح اڑائے اڑائے پھرے گا اور ایسے ناگفتہ بہ حالات میں ان کو کہیں قرار وچین کا موقع میسر نہ آئے گا، اور صحیح اسلامی نظام کے بغیر جس کی بنیاد کتاب وسنت پر قائم ہو ایسا عالمگیر اتفاق و اتحاد کبھی حاصل نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اہلِ مغرب اور مغرب زدہ طاقتوں کے اتفاق کا مرکزی نقطہ مفاد پرستی، مکر و خداع، حیلہ سازی وتصنّع اور خود غرضی کے سوا اور کچھ نہیں جس سے ہر دردِ دل رکھنے والے غیّور اور خوفِ خدا مسلمان کو ہمیشہ پرہیز کرنا لازم ہے۔

بھلا غور تو فرمایئے کہ جو مغربی طاقتیں اور غیر اسلامی حکومتیں درونِ خانہ خود اپنے لیے مطلب پرستی کے نامبارک اور منحوس بت سے فارغ نہیں وہ ہمارے ساتھ کیا بھلائی کریں گی؟ اور جن کی سیاست اور سفارت ہی دھوکہ بازی اور حیلہ جوئی پر مبنی ہو اور جن کے وعدے اور قول وقرار اور دوستی ومحبت ہرجائی کے عشق کا نمونہ ہو اور جن کی اخلاقی اور روحانی طاقت الفاظ کی ہیرا پھیری میں مضمر ہو اور جو منہ سے نکلی ہوئی سیدھی بات کی بے جا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تاویلات کے دبیز پردوں میں حق کو مستور رکھنا چاہتے ہوں وہ بھلا ہمارے ساتھ الفت ومحبت اور ہمدردی و دلسوزی کیا کر سکتے ہیں؟ ان کو تو بس یہی کہا جا سکتا ہے کہ

تو بخویشتن چہ کردی کہ بما کنی نظیری

بخدا کہ لازم آید زتو احتراز کردن

اس لیے مسلمانوں پر از بس لازم ہے کہ وہ کتاب وسنت کی روشن اور غیر مبدّل ہدایات پر عمل پیرا ہوں اور درحقیقت مسلمانوں کی فلاح وکامرانی اور ان کے بقا اور عزت کا اصلی سبب ہی یہ ہے کہ وہ خالص اسلامی زندگی میں منظّم ہو کر رہیں ورنہ انتشار وتشتت اور پراگندگی وتفریق سے اسلامی اور قومی زندگی بالکل پامال ہو جائے گی اور مسلمانوں کی عالمگیر اور جہانگیر جاندار اور شاندار قوم بے وزن اور بے وقعت ہو کر رہ جائے گی جیسا کہ اس دورِ فتن وشرور میں اس کا بآسانی مشاہدہ کیا جا سکتا ہے اور یہ بالکل ایک قطعی حقیقت ہے کہ

فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں

پس اگر آج سے تقریباً چودہ سو سال پہلے مسلمانوں کے لیے جماعتی اور منظّم زندگی شریعتِ مطہرہ کی نگاہ میں ایک ضروری اور لازمی چیز تھی تو یقین کیجئے کہ وہ آج بھی مسلمانوں کے لیے اسی طرح لازمی اور ضروری ہے اور تا قیامت لازم ہی رہے گی چاہے مسلمان عرب میں سکونت پذیر ہوں یا عجم میں، امریکہ میں فروکش ہوں یا افریقہ میں، یورپ میں رہتے ہوں یا ایشیا میں، چین میں بستے ہوں یا جاپان میں، مصر میں آباد ہوں یا ایران میں، پاکستان کے باشندے ہوں یا ہندوستان کے، غرضیکہ وہ جہاں بھی رہتے ہوں، اسلامی زندگی اور روحانی اقدار اور کامل اتحاد واتفاق کے بغیر ان کی کامیابی امرِ محال ہے۔ اگر مسلمانوں نے اس نازک دور میں اس صحیح منزل اور نصب العین کو پیشِ نظر نہ رکھا تو اقوامِ عالم سے متاثر ہو کر ان کے مادی اور انفرادی جذبات ان کی ناک میں نکیل ڈالے انہیں زندگی کی مختلف مگر غلط اور غیر اسلامی شاہراہوں پر اِدھر اُدھر لیے لیے پھریں گی۔ کبھی تو مادی تصورات کی ان حسین مگر مہلک وادیوں میں اور کبھی دنیائے دِنّی کے ناپائیدار تخیلات کی ان نگاہ فریب اور ہلاکت آفرین مناظر میں وہ مادیت اور مغربیت کے جذبات میں بہہ کر آج کچھ کر دیں گے اور کل کچھ۔ اور جس قسم کا نظریہ اور جذبہ ان کے دل میں موجزن ہوگا اسی قسم کی آواز زبان پر آئے گی۔ نہ تو وہ رہبر کو پہچانیں گے اور نہ راہزن کو اور مطلب پرستی کے غیر سعید بت ان کو خیر خواہ اور بدخواہ میں کوئی فرق نہ بتائیں گے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

چلتا ہوں تھوڑی دور ہر اک راہرو کے ساتھ
پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں

کیا امت مسلمہ کی یہ انتہائی نازک اور ناگفتہ بہ حالت علماء کرام، اربابِ اقتدار اور درد دل رکھنے والے مسلمانوں کی توجہ کے لائق نہیں؟ کیا مساجد کی کس مپرسی، نماز وروزہ سے لاپروائی اور بہت سے شعائرِ دین سے غفلت حتیٰ کہ بعض اصولِ دین اور ضروری عقائد سے عوام کی جہالت اصلاح کی محتاج نہیں؟ کیا خالص توحید اور صحیح سنت سے اکثر مسلمانوں کی بے نیازی اور تعلیم دین سے بے اعتنائی واعراض مستحق تغیر وتبدّل نہیں؟ کیا اب وہ وقت نہیں کہ مسلمان اپنے تمام اندرونی اور بیرونی، مادی اور فروعی اثرات سے دلوں کو آزاد کر کے اعلائے کلمۃ الحق کے لیے اٹھیں۔ غیروں کے آسرے اور سہارے پر اعتماد کرتے ہوئے نہیں بلکہ خود اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر اٹھیں اور اپنی قوت وطاقت کے بل بوتے پر بھی نہیں بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد پر بھروسہ کرتے ہوئے اٹھیں۔ صرف قومیت اور وطنیت کا جذبہ لے کر نہیں بلکہ حزب اللہ اور جند اللہ بن کر اٹھیں اور اپنی جاہ وشوکت اور سلطنت وحکومت کے لیے نہیں بلکہ اعلائے حق اور خالص اسلام کی نشر واشاعت کے لیے اٹھیں۔ ملک گیری اور ٹھاٹھ باٹھ کی زندگی کے لیے نہیں بلکہ رضائے حق اور شوکتِ اسلام کو اپنی آخری منزل سمجھ کر اٹھیں اور قرآن و سنت کی شمع فروزاں، حق گوئی اور اخلاق فاضلہ کی شمشیر ہاتھ میں لے کر ہر قسم کے فتنہ وفساد اور شر کا قلع قمع کر کے اسلام کو روشن کریں اور اللہ تعالیٰ ہی کے دینِ حق کو نافذ کر کے دم لیں۔

حتیٰ لا تکون فتنة و یکون الدین کله لله (الانفال ۵)

''یہاں تک کہ فتنہ یکسر ختم ہو جائے اور دین خالص اللہ تعالیٰ ہی کا (نافذ ہو کر) رہ جائے۔''

جملہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی کوشش اور سعی تبلیغِ دین اور اشاعتِ اسلام پر مرتکز کر دیں حتیٰ کہ سب گمراہ اور بھٹکی ہوئی دنیا کا نقشہ ہی بدل جائے اور اس مادی دور کے پیدا کردہ وہ تمام مصائب وتکالیف، وہ سب الجھنیں اور غلط طریقے جن کے ناپیدا کنار بھنور میں سب دنیا الجھ کر رہ گئی ہے یکسر ختم ہو جائیں اور خدا تعالیٰ کی بھٹکی ہوئی مخلوق روشنی کے اس عظیم الشان اور بلند مینار سے فائدہ اٹھائے جس کو حبل اللّٰہ کے پیارے الفاظ کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ تمام مسلمانوں کا یہ فریضہ ہے کہ وہ صحیح اسلامی طریقہ اور اسلامی اندازِ فکر کو بروئے کار لا کر اپنے لیے بہتر دینی اور روحانی ماحول اور سازگار فضا پیدا کریں۔ یہ آرزو ہر دردِ دل رکھنے والے مسلمان کے قلبِ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مضطر میں موجود ہے کہ دینی اور روحانی، اصلاحی اور تعمیری کاموں میں کوئی ایسا منظّم اور ٹھوس مگر زود اثر اور بے لوث لائحہ عمل جلد از جلد مرتب کیا جائے جو خلوص و سچائی، نیکی و استقامت سے مذہب و ملت اور قوم و وطن کی اسلامی اور روحانی بہتری کے لیے تمام نیک عزائم کی کامیابی اور شادمانی کا ضامن ہو سکے اور زندگی کے ہر شعبہ اور پہلو میں دینی اور مذہبی، روحانی اور اخلاقی بیداری کے عام نیک آثار نظر آنے لگیں، اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کچھ بعید نہیں کہ اسلام کی سربلندی کے لیے وہ بہتر سے بہتر اسباب پیدا کر دے۔ وما ذٰالک علی اللہ بعزیز۔

درگاہِ بے نیاز میں اے دردؔ کیا نہیں
دستِ سوال جانبِ خالق اُٹھا کے دیکھ

نور و بشر

[افادات]

امام اہل السنۃ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ

سابق شیخ الحدیث والتفسیر جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

[مرتب]

حضرت مولانا محمد فیاض خان سواتی

مہتمم واستاذ الحدیث جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

[صفحات] ۱۳۶

ناشر! ادارہ نشر واشاعت جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ پاکستان

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مولانا سید محمد اکبر شاہ بخاری جام پور

مفتی اعظم پاکستان، مخدوم العلماء

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانیؒ

آہ! مفتی اعظم پاکستان مخدوم العلماء رئیس العلماء حضرت اقدس مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ۲۲ ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ بمطابق ۱۸ نومبر بروز جمعۃ المبارک بوقت عشاء دارالفناء سے دارالبقاء کی طرف رحلت فرما گئے ہیں، اناللہ وانا الیہ راجعون

حضرت اقدس مفتی اعظم پاکستان کی رحلت عالم اسلام کے لیے عظیم سانحہ ہے، اُن کی وفات حسرت آیات سے تمام علمی و دینی اور اصلاحی حلقے یتیم ہوگئے ہیں، آپ اِس وقت وفاق المدارس العربیہ پاکستان اور مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان کے سرپرست اعلیٰ تھے، اُن کا وجود مسعود عالم اسلام کے لیے ایک سایۂ رحمت اور نعمت عظمیٰ تھا، آپ ملت اسلامیہ پاکستان کے عظیم رہنماء اور تمام علماءِ امت کے صدر اور مدارس دینیہ کے سربراہ تھے، اُن کی وفات ایسا نقصان ہے جس کی تلافی ناممکن ہے، علماء، صلحاء و مشائخ مدارس سب ہی سوگوار ہیں، حق تعالیٰ شانہ درجاتِ عالیہ نصیب فرمائیں، آمین

عربی کا مشہور مقولہ ہے موت العالِم موت العالَم آپ کی وفات پر سو فیصد صادق آتا ہے، آپ بیک وقت پختہ حافظ قرآن، جید عالم دین، عظیم محدث و مفسر، عظیم الشان فقیہہ و مفتی اعظم تھے، آپ بہترین مقرر، مدرس، عظیم خطیب، بہترین مصنف و مؤلف، محقق و متکلم، شیخ طریقت، رہبر شریعت، مصلح و مبلغ، ادیب و شاعر، ایک کامیاب استاذ، منتظم و مدبر و مہتمم اور علمی سطح کی عظیم شخصیت تھے، جامعہ دارالعلوم کراچی کے صدر و مہتمم، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سرپرست اعلیٰ، مرکزی رویت ہلال کمیٹی رکن، اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر، سپریم کورٹ پاکستان کے شرعی مشیر، جامعہ کراچی یونیورسٹی کے ممبر اور صدر نشین رہے، کُل پاکستان مرکزی جمعیت علماء اسلام و نظام اسلام پارٹی کے صوبائی صدر بھی رہے، سندھ حکومت کی زکوٰۃ و عشر کمیٹی کے بھی صدر رہے، سینکڑوں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

دینی مدارس و دینی تنظیمات کے صدر و سرپرست بھی رہے تھے، آپ دیوبند کے مشہور خاندان شیوخ عثمانی کے قابل فخر فرزند تھے، دارالعلوم دیوبند کی بنیاد میں آپ کے آباؤ اجداد ہی شامل تھے، آپ کے دادا جان حضرت مولانا محمد یاسین دیوبندیؒ دارالعلوم میں مدرس و استاذ رہے، آپ کے والد گرامی مفتی اعظم پاکستان حضرت اقدس سیدی و مرشدی مفتی محمد شفیع عثمانی دیوبندیؒ دارالعلوم دیوبند میں استاذِ حدیث اور صدر مفتی رہے تھے، جو حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے خلیفہ مجاز اور شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کے عزیز اور مرید و شاگرد تھے، تحریک پاکستان کے عظیم رہنماء، قائداعظم کے قریبی ساتھی اور شیخ الاسلام حضرت مولانا علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے دست راست رہے تھے، تحریک ختم نبوت اور ردّ قادیانیت کی جدوجہد میں امام العصر علامہ انور شاہ کشمیریؒ، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری کے قافلہ کے عظیم رکن اور مجاہد رہے تھے، وہ دارالعلوم دیوبند اور پاکستان کے بانیوں میں شمار تھے۔

حضرت مولانا مفتی رفیع عثمانیؒ ۲۱ جولائی ۱۹۳۶ء بمطابق ۱۳۵۵ھ میں دیوبند ضلع سہارنپور میں دارالعلوم دیوبند کے صدر مفتی حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی دیوبندیؒ کے گھر پیدا ہوئے، حضرت حکیم الامت مجدّد ملت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ''محمد رفیع'' نام رکھا اور گھٹی دی، پیار کیا اور گود میں اُٹھایا، پانچ چھ سال کی عمر میں حضرت حکیم الامتؒ نے تعلیم کی بسم اللہ کروائی، مولانا مفتی محمد رفیع عثمانیؒ نے دارالعلوم میں دینی تعلیم کا آغاز کیا اور تقریباً نصف قرآن مجید دارالعلوم ہی میں حفظ کیا، قیام پاکستان ۱۹۴۷ء میں اپنے والد گرامی کے ساتھ پاکستان ہجرت کی اور آرام باغ کی مسجد باب الاسلام میں حفظ کی تکمیل کی اور آخری سبق مفتی اعظم فلسطین سید امین الحسینیؒ سے پڑھا، پھر ۱۹۵۱ء میں اپنے والد مکرم کی قائم کردہ دینی درسگاہ دارالعلوم نانک واڑہ میں درس نظامی کی تعلیم کے لیے داخلہ لیا اور ۱۹۶۰ء میں تمام علوم وفنون سے فراغت حاصل کی بعد ازاں آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے فاضل عربی کی ڈگری حاصل کی، دارالعلوم کے اساتذہ میں حضرت مفتی شفیع دیوبندیؒ کے علاوہ حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ، حضرت مولانا اکبر علی سہارنپوریؒ، حضرت مولانا سحبان محمودؒ، حضرت مولانا رعایت اللہ اور حضرت مولانا سلیم اللہ خانؒ قابل ذکر ہیں، ان حضرات اساتذہ کے علاوہ آپ نے جن اکابر علماء سے آپ نے سند حدیث حاصل کی ان کی علمی حیثیت پورے عالم اسلام میں ایک عظیم سند مانی جاتی تھی، ان حضرات اکابر میں شیخ الاسلام علامہ ظفر احمد عثمانیؒ، علامہ محمد ادریس کاندھلویؒ، حکیم الاسلام قاری محمد طیب قاسمیؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

زکریا کاندھلویؒ اور آپ کے والد ماجد مفتی اعظم مفتی محمد شفیعؒ شامل ہیں، ان حضرات نے اپنے دست مبارک سے علمی سند اور اجازتِ حدیث عطا فرمائی تھی جو عظیم سعادت ہے۔

درس نظامی کی فراغت تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے جامعہ دارالعلوم کراچی ہی میں تدریسی خدمات کا آغاز کیا اور غالباً ۱۹۶۲ء میں تمام اسباق پڑھانا شروع کردیئے، آپ نے درس نظامی کی تمام کتب کی تعلیم وتدریس کی خدمت سرانجام دی ہے، دورۂ حدیث کی کتب بخاری شریف تک آپ نے پڑھائیں اور ہزاروں تلامذہ نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا، تدریس کے ساتھ ساتھ آپ نے فقہ کی تعلیم بھی اپنے والد ماجد سے حاصل کرنے کے بعد باقاعدہ نائب مفتی کی حیثیت سے فقہی خدمات انجام دیں، بعد ازاں ۱۹۷۵ء میں دارالافتاء کے صدر کی حیثیت سے ہزاروں فتاویٰ آپ کے قلم سے نکلے تھے، ساتھ ہی حضرت مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیعؒ کی حیات ہی میں آپ جامعہ دارالعلوم کراچی کے نائب صدر مقرر ہوئے اور پھر ۱۹۷۶ء میں حضرت مفتی اعظم قدس سرہ کی رحلت کے بعد آپ کو دارالعلوم کراچی کا صدر مہتمم منتخب کیا گیا، آپ نے باحسن طریق اپنے والد ماجد کے مزاج ومذاق کے مطابق دارالعلوم کا اہتمام سنبھالا اور ذمہ داریوں کو خوب احسن طریق پر نبھایا، جامعہ دارالعلوم کراچی آج پاکستان میں ثانیٔ دارالعلوم دیوبند ہے، یہ سب حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی اور مفتی محمد تقی عثمانی کی محنتوں، کاوشوں اور اخلاص نیت کا نتیجہ ہے، دارالعلوم کے ہزاروں فضلاء آج ملک وبیرون ممالک میں تعلیمی، تدریسی، فقہی اور تدریسی واصلاحی خدمات میں معروف ہیں اور دارالعلوم کا فیض چار دانگ عالم میں پھیلا ہوا ہے۔

آپ نے اصلاح وتربیت حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ مجاز عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ سے حاصل کی اور اُن کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور مجاز بیعت کا اعزاز بھی حاصل کیا، اس طرح ایک شیخ کامل کی صحبت میں رہ کر آپ بھی شیخ کامل اور مرشد کامل ثابت ہوئے، حضرت مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے اپنے دونوں صاحبزادوں مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی اور مولانا مفتی محمد تقی عثمانی کو حضرت اقدس ڈاکٹر عبدالحی عارفی کے حوالے کیا تھا، آپ نے چالیس کے قریب چھوٹی بڑی کتابیں لکھیں جو علمی تصانیف ہیں، علامات قیامت اور نزول مسیحؑ، احکام زکوٰۃ، پراویڈنٹ فنڈ پر سود، ترجمہ علم الصیغہ، حاشیہ تسہیل الوصول، حیات مفتی اعظمؒ، سوشلزم کا پس منظر، رفیق حج، اسلامی قوانین میں عدالتی حیثیت، فقہ، فتویٰ وتصوف، تحریر

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

وکتابت عہد رسالت میں، فقہ میں اجماع کا مقام وغیرہ وغیرہ کے علاوہ ماہنامہ البلاغ کراچی اور دیگر اخبارات ورسائل میں آپ کے علمی واصلاحی مقالات ومضامین شائع ہوئے ہیں، ہزاروں فتاویٰ آپ کے قلم سے شائع ہوئے ہیں، جوانتہائی نافع ومفیداور دینی معلومات کا خزانہ ہوتے تھے۔

آپ کی پوری زندگی مبارکہ علمی، تدریسی، فقہی، تبلیغی واصلاحی خدمات میں گزری ہے، آپ نے ہزاروں جلسوں اور اجتماعات میں خطابات فرمائے ہیں خصوصاً مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان کے دینی اجتماعات میں، جامعہ دارالعلوم کراچی، جامعہ اشرفیہ لاہور، جامعہ احتشامیہ کراچی، جامعہ خیرالمدارس ملتان، جامعہ امدادیہ فیصل آباد اور دیگر اہم اجتماعات میں احقر نے بھی آپ کے متعدد خطبات وتقاریر سماعت کی ہیں، آپ کے بیانات، علمی، مدلل اور اصلاحی ومفید ونافع ہوتے تھے، آپ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نائب صدر بھی رہے اور سرپرست اعلیٰ بھی رہے، وفاق المدارس کے جلسوں اور اجتماعات میں بھی آپ نے متعدد بار خطابات فرمائے، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا اور ملک کے ہر ہر صوبہ میں بڑے بڑے اجتماعات میں خطاب سننے میں آئے، جامعہ اسلامیہ ڈیرہ غازی خان میں بھی تشریف لائے تھے، جہاں جمعۃ المبارک کا بیان آج تک بھلایا نہیں جاسکا، ڈیرہ غازی خان میں بھی مجلس صیانۃ المسلمین کے اجتماع میں بھی تقریر دلپذیر فرمائی تھی، جس میں مولانا تنویرالحق تھانوی بھی آپ کے ہمراہ تشریف لائے تھے اور اُن کا بیان بھی تاریخی تھا، آپ نے اپنی زندگی میں غیرممالک کے بھی متعدد سفر کئے اور دینی وتبلیغی اجتماعات سے خطاب فرمایا تھا، غرضیکہ آپ کی علمی، تدریسی، تبلیغی، تنظیمی، اصلاحی خدمات قابل قدر ہیں اور تاریخ میں آپ کی خدمات سنہری حروف سے لکھی گئی ہیں، آپ نے تحریک پاکستان میں اپنے والد ماجد کے ساتھ طلباء تنظیم کے صدر کی حیثیت سے بڑا کام کیا جن کی تفصیلات آپ خود بیان فرمایا کرتے تھے، قیام پاکستان کے بعد نظام اسلام کے نفاذ، استحکام پاکستان کے لیے کوشاں رہے، اتحاد بین المسلمین کے علمبردار رہے اور اپنے مسلک ومشرب کے مطابق آخری دم تک خدمات انجام دیں، آپ کی شخصیت عالم اسلام کی عظیم شخصیت تھی، اسلاف کے یادگار تھے، اخلاق واوصاف میں اپنے اکابر علماء دیوبند کا نمونہ تھے، متواضع، منکسر المزاج تھے، احقر نے اپنی کتاب ''اکابر علماء دیوبند'' کیلئے خدمت اقدس میں عریضہ لکھا تو جواب میں فرمایا کہ اکابر علماء دیوبند کتاب میں میرے جیسے تہی دامن کا تذکرہ جگ ہنسائی ہوگی، سادہ طبیعت اور مشفق ومہربان تھے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بار ہا حضرت مفتی صاحب کی زیارت و ملاقات کا شرف حاصل ہوا، ہمیشہ شفقت فرمائی، احقر اپنے شیخ حضرت مفتی اعظم قدس سرہ کی وفات پر ۱۹۷۶ء میں دارالعلوم کراچی تعزیت و جنازہ میں شرکت کے لیے حاضر ہوا تو دونوں بھائیوں حضرت مفتی رفیع عثمانی اور حضرت شیخ تقی عثمانی اور مفتی محمود اشرف عثمانی نے بے حد شفقت ومحبت فرمائی تھی، بعدازاں متعدد بار جامعہ دارالعلوم کراچی جانا ہوا، جامعہ احتشامیہ جو مولانا احتشام الحق تھانویؒ کی یادگار جامعہ و مسجد ہے حضرت مفتی رفیع عثمانیؒ کے متعدد بیانات سننے کا اتفاق ہوا، اسی طرح جامعہ اشرفیہ لاہور میں ہر سال مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان کے اجتماع میں بھی حضرت مفتی رفیع عثمانیؒ کے بیانات بار بار سماعت کی سعادت حاصل ہوئی اور زیارت و ملاقات کے مواقع ملتے رہے، جو احقر کے لیے بڑی سعادت ہے۔

الغرض آپ طویل عرصے سے علیل چلے آرہے تھے، کئی مرتبہ ان کی طبیعت زیادہ خراب ہوئی مگر آپ نے حوصلہ نہیں ہارا، قریباً آخر وقت تک درسِ حدیث پڑھاتے رہے، دارالعلوم کی عظیم الشان جامعہ مسجد میں بھی آپ کا عظیم الشان خطاب ہوتا تھا اور خطبۂ جمعہ ارشاد فرماتے رہے، کچھ عرصہ سے مسلسل عوارض کا شکار ہو گئے تھے اور بالآخر ۲۲ ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۸ نومبر ۲۰۲۲ء بروز جمعہ شام کے وقت جان، جان آفریں کی سپرد کر دی، انا للہ وانا الیہ راجعون

بروز اتوار صبح نو بجے جامعہ دارالعلوم کراچی میں لاکھوں عقیدت مندوں نے نماز جنازہ پڑھنے کی سعادت حاصل کی، امامت کے فرائض آپ کے چھوٹے بھائی شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ نے انجام دیئے، علماء زعماء نے تعزیت کا اظہار کیا اور آپ کی دینی خدمات جلیلہ کو سراہا اور زبردست خراج تحسین پیش کیا، پورے عالم اسلام اور دیگر ممالک سے بھی مشاہیر علماء نے جنازہ میں شرکت کی، حکومت اور سیاسی قائدین نے مفتی تقی عثمانی اور آپ کے صاحبزادے مفتی زبیر اشرف عثمانی سے دلی تعزیت اور افسوس کیا۔

حق تعالیٰ شانہ حضرت مفتی اعظمؒ کے درجات بلند فرمائیں اور اُمت مسلمہ کو صبر جمیل عطا فرمائیں، آمین۔ آپ کی تدفین قبرستان دارالعلوم میں اپنے والدین کی قبروں کے درمیان میں ہوئی، اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے، آمین

......☆......☆......☆......☆......

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مولانا محمد فیاض خان سواتی

وفیات

[۱] مفتی اعظم پاکستان کی رحلت

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صدر و مہتمم دارالعلوم کراچی طویل علالت کے بعد گزشتہ ماہ کراچی میں انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عبداللہ بن المعتز کے شعر میں تصرفِ یسیر کے ساتھ فقیران کے مرثیہ میں یوں کہنا چاہتا ہے۔

قد استوى الناس و مات الكمال

وقال صَرف الدهر این الرجال

هذا ابو الزبیر فی نَعشه

قوموا انظروا کیف تزول الجبال

مفتی صاحب مرحوم ہمارے شیخین کریمینؒ کے استاذ زادے تھے، قیامِ پاکستان سے قبل سن ۱۹۴۱ء میں والدِ ماجد اور عمِ مکرم دونوں بھائیوں نے دارالعلوم دیوبند میں دورہ حدیث کے دوران ان کے والدِ بزرگوار مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی نور اللہ مرقدہ سے شرح معانی الآثار المعروف طحاوی شریف پڑھی تھی، ان کے خاندان سے اس وقت سے تا ہنوز نیاز مندانہ تعلقات چلے آرہے ہیں، ذیل میں دو خطوط ملاحظہ فرمائیں، ایک میرے والدِ ماجد کے نام ہے اور دوسرا احقر کے نام ہے، البتہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ کے ساتھ حضرت والدِ ماجدؒ کی جو خط و کتابت ہوتی رہی، وہ احقر نے ماہنامہ نصرۃ العلوم میں ''مراسلاتِ مفسرِ قرآن'' کے عنوان کے تحت شائع کر دی ہے۔

مولانا رفیعؒ ہمارے ہاں متعدد بار تشریف لائے، نہایت ستودہ صفات اور با کمال شخصیت کے مالک تھے، بڑا آدمی ہونے کے باوصف مزاج میں انکساری اور خورد نوازی پائی جاتی تھی، ایک مرتبہ احقر جامع مسجد نور میں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

عصر کی نماز میں شرکت کے لئے پہنچا تو کیا دیکھا کہ جس جگہ عموماً فقیر نماز پڑھتا ہے، وہاں صفِ اول میں مفتی صاحب مرحوم تشریف فرما ہیں، بندہ اچانک انہیں دیکھ کر حیران رہ گیا، کیونکہ ہمیں ان کی آمد کی اطلاع تک نہ تھی، نماز کی ادائیگی کے بعد وہ ہمارے گھر بھی تشریف لائے اور حضرت والدِ ماجدؒ سے ملاقات اور بیمار پرسی کی۔

پھر جب میرے والدِ ماجدؒ کی وفات ہوئی تو انہوں نے ان کی نمازِ جنازہ سے قبل نمازِ مغرب کے بعد بندہ سے فون پر نہ صرف تعزیت کی بلکہ بڑی حوصلہ افزائی فرمائی، ان کی آواز ابھی بھی میرے کانوں میں اسی طرح گونج رہی ہے، بڑی تفصیل کے ساتھ انہوں نے ہمارے گھر کے حالات پوچھے، بہنوں اور بھائیوں کی تعلیم اور شادیوں وغیرہ کے بارہ میں استفسار فرمایا اور پھر والدِ ماجد کے لئے دعاءِ بخشش ومغفرت بھی فرمائی۔

گزشتہ ماہ ان کے اکلوتے صاحبزادے حضرت مولانا ڈاکٹر زبیر اشرف زید مجدہ ہمارے ہاں جامعہ کو دیکھنے کے لئے آئے تو ہمارے گھر بھی بندہ کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے، ان سے مفتی صاحب مرحوم کی علالت کے بارہ میں بات کی تو فرما رہے تھے، ابھی تک بیہوشی کی حالت میں ہیں۔

ان کی وفات حسرتِ آیات حقیقی معنوں میں موت العالِم موت العالَم کا مصداق ہے۔علم وتاریخ کا ایک زرین باب بظاہر بند ہو گیا ہے، لیکن حقیقت میں

وما دام ذكر العبد بالفضل باقيا

فذلك حي و هو في التراب هالك

اس غمناک موقع پر ہم ان کے جملہ خاندان، اعزہ واقارب، جامعہ، تلامذہ، خدام، متعلقین اور متوسلین بالخصوص ان کے صاحبزادے اور چھوٹے بھائی شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی زید مجدہ سے دلی تعزیت کرتے ہیں اور غم کی اس گھڑی میں ان کے ساتھ برابر شریک ہیں اور دعا گو بھی ہیں کہ اللہ کریم ان کی جملہ خدماتِ جلیلہ کو اپنی بارگاہِ اقدس میں شرفِ قبولیت سے نوازتے ہوئے صدقہ جاریہ اور توشہ آخرت بنائے اور خلدِ بریں میں اپنی بے پایاں اور لازوال نعمتوں سے مالا مال فرمائے۔آمین بحرمۃ رحمۃ للعالمین۔

اتوار صبح نو بجے کے بعد انہیں سپردِ خاک کر دیا جائے گا، اور پھر ان کے مرقد کو دیکھنے والا یوں کہے گا۔

عجبا لاربع ازرع في خمسة

في جوفها جبل اشم كبير

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

والد ماجدؒ کے نام خط

مکرمی ومحترمی جناب مولانا عبدالحمید صاحب مہتمم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ (مغربی پاکستان)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوگا۔

آنجناب کے مدرسہ کیلئے جو کتب حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم نے وقف فرمائی ہیں اور جن کی اطلاع پچھلے ایک خط میں کی گئی تھی، حسب ارشاد بذریعہ ریل روانہ کردی گئی ہیں، نیز تفسیر معارف القرآن کی جلد ششم بھی اس عرصہ میں تیار ہوکر آگئی لہٰذا وہ بھی بطور وقفِ مدرسہ ارسال خدمت کی گئی ہے۔

بلٹی ملفوف ہذا ہے، کتابیں اسٹیشن سے وصول فرما کر ممنون فرمائیں۔

والسلام

براہ کرم وصولیابی کی اطلاع سے مشرف فرمائیں۔

احقر العباد محمد رفیع عثمانی عفااللہ عنہ

دارالافتاء دارالعلوم کراچی ۱۴

احقر کے نام خط

محترم جناب مولانا محمد فیاض خان سواتی صاحب۔ حفظہ اللہ۔

مہتمم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

آنجناب کی طرف سے ارسال کردہ خط حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم کے نام موصول ہوا، حضرت مولانا مدظلہم نے ملاحظہ فرمانے کے بعد فرمایا کہ ”گرامی نامے سے یہ معلوم ہوکر مسرت ہوئی کہ آپ حضرات حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی رحمۃ اللہ علیہ کی اہل علم اور احباب سے مراسلت کتابی شکل میں شائع کرنے کا ارادہ کررہے ہیں۔ دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کام میں ہر قدم پر راہنمائی، دستگیری اور کامیابی عطاء فرمائے، اور آپ کی اس کاوش کو شرفِ قبولیت سے نوازے۔ افسوس ہے کہ مجھے موصوف رحمۃ اللہ علیہ سے کبھی کوئی مراسلت یاد نہیں ہے، اس لئے میں کچھ پیش کرنے سے قاصر ہوں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں مقامات عالیہ عطا فرمائے، تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے اور ہمیں ان کی برکتوں سے محروم نہ فرمائے۔ آمین“

حضرت مفتی صاحب مدظلہم نے اپنی مصروفیات اور دیگر عوارض کی بناء پر مجھے جواب بھیجنے کی ہدایت فرمائی۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

والسلام

محمد فخر

نائب معاون خصوصی برائے رئیس الجامعہ دار العلوم کراچی

[۲] جامعہ نصرۃ العلوم کے نوجوان فاضل مولانا حسنین اعجاز آف ڈیرہ غازی خان جو گزشتہ ماہ گردوں کے عارضہ میں مبتلا رہنے کے بعد انتقال کر گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم نہایت مستعد، ذہین، باادب اور گرم جوش جماعتی ومسلکی کارکن تھے، بندہ سے انہوں نے مسلم شریف، ترمذی شریف اور کتاب العلل پڑھی تھی، چند ہفتوں پہلے گوجرانوالہ میں اپنے عزیزوں کے ہاں آئے تو ان کے ہمراہ جامعہ کے دفترِ اہتمام میں مجھ سے بھی ملے، اس موقع پر باہم کافی سارے معاملات میں گفت وشنید کا تبادلہ ہوا، کسی کو معلوم نہ تھا کہ یہ ہماری آخری ملاقات ثابت ہوگی، اس جانکاہ صدمہ پر میں ان کے ماموں مولانا حافظ عبدالمتین آف شکرگڑھ فاضل جامعہ نصرۃ العلوم اور جملہ خاندان سے تعزیت کرتے ہوئے ان کے غم میں برابر شریک ہوں اور دعا گو بھی ہوں کہ اللہ کریم ان کے اہلِ خانہ اور خاندان کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے، مرحوم کی جملہ خدمات کو اپنی بارگاہِ اقدس میں شرفِ قبولیت سے نوازتے ہوئے جنت الفردوس کا مکین بنائے۔

[۳] ہمارے جگری دوست الحاج مولانا حافظ قاری محمد احمد کریم قاسمی فاضل جامعہ نصرۃ العلوم نے ۱۰ نومبر رات گئے واٹس ایپ پر یہ اندوہناک خبر دی ہے۔

''السلام علیکم حضرت بیٹی عشاء کی نماز کے وقت فوت ہوگئی کل ایک بجے نمازِ جنازہ ظہر کی نماز کے بعد جامع مسجد گنگ محل گلبرگ لاہور کے ساتھ والے پارک میں ادا کی جائے گی۔''

ان کی بیٹی کی عمر پچیس برس تھی، جو ہسپتال میں کومہ کی حالت میں ہی خدا کے حضور پیش ہوگئی ہے۔ ان للّٰہ ما اخذ و له ما اعطیٰ و کل شیء عنده باجل مسمی۔ اللہ کریم ہمارے دوست کو صبر وحوصلہ دے کہ وہ اس جانکاہ صدمہ کو برداشت کرسکے اور عزیزہ مرحومہ کو خلدِ بریں میں جگہ نصیب فرمائے۔

[۴] حافظ شیراز نوید فاضل واعزازی مدرس جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے دادا محترم شیخ محمد حنیف ۲۷ ستمبر بروز منگل کو وفات پا گئے ہیں، اللہ کریم ان کی لغزشوں سے درگزر فرما کر جنت الفردوس میں جگہ عطاء فرمائے، آمین یارب العالمین

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ادارہ

جامعہ نصرۃ العلوم کے اعزازات

(۱) مورخہ ۲۴ نومبر بروز جمعرات بمقام جامعہ قاسمیہ رتہ روڈ گوجرانوالہ میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے زیر اہتمام آل ڈویژن مقابلہ حفظ القرآن الکریم منعقد ہوا جس میں گجرات، منڈی بہاؤ الدین، حافظ آباد، سیالکوٹ اور گوجرانوالہ کے تیس سے زائد مدارس کے تقریباً ایک سو آٹھ طلباء نے حصہ لیا جس میں اول دوئم پوزیشنیں جامعہ نصرت العلوم گوجرانوالہ کے شعبہ تجوید کے طلباء قاری عبد اللہ بن محمد رفیق نے اور قاری حنظلہ وسیم بن وسیم نے بالترتیب حاصل کی، الحمد للہ اب یہ طلباء صوبائی مقابلہ میں شرکت کریں گے اور ساتھ ڈویژن میں پوزیشن حاصل کرنے پر وفاق سے سند اور نقد انعام بھی وصول کریں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ

(۲) ادارۃ العلم گوجرانوالہ اور مدرسہ عمرو بن العاص کے زیر اہتمام مرکزی جامع مسجد شیرانوالہ باغ گوجرانولہ میں چالیس روزہ دورہ بعنوان ''دورۃ اللغۃ العربیہ والتاریخ والجغرافیہ'' کا انعقاد کیا گیا۔ دورۃ اللغۃ العربیہ کے معلم مولانا عبد اللہ راتھر صاحب تھے جبکہ دورۂ تاریخ وجغرافیہ مولانا فضل الہادی المیدانی استاذ الحدیث جامعہ نصرۃ العلوم نے پڑھایا۔ دورے کے اختتام پر طلباء کا امتحانی جائزہ بھی لیا گیا جس میں درجہ رابعہ سے اوپر کی کیٹگری میں اول پوزیشن جامعہ نصرت العلوم کے طالب علم حافظ سجاد الحسن نے دوم پوزیشن حافظ فضل اللہ نے، سوم پوزیشن حافظ محمد واجد معاویہ نے، چہارم پوزیشن حافظ ضیاء الرحمٰن نے جبکہ پنجم پوزیشن حافظ محمد بلال ربانی نے حاصل کی۔ درجہ رابعہ سے تحتانی درجات کی کیٹگری میں بھی دوم پوزیشن حافظ عمر خان نے حاصل کی۔

ادارۃ العلم گوجرانوالہ کے زیر اہتمام گزشتہ دو ماہ سے ''علمی وفکری محاضرات'' کا سلسلہ شروع تھا جس میں ہر محاضرے پر شرکاء سے مقالہ جات بھی لکھوائے گئے، ۲۴ نومبر بروز جمعرات کو اس سلسلے کی تکمیل پر اختتامی تقریب کا اہتمام ہوا اور مقالہ نویسی کی بنیاد پر شرکاء کو پوزیشنیں دی گئیں۔

اول پوزیشن محمد ایوب عزام نے حاصل کی جبکہ دوم پوزیشن جامعہ نصرت العلوم دورہ حدیث کے طالب علم محمد واجد معاویہ نے اور سوم پوزیشن جامعہ ہی کے طالب علم حافظ نجیب اللہ نے حاصل کی جبکہ ٹاپ ٹین میں بھی جامعہ کے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

طلبہ کی اکثریت تھی، اس موقع پر حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب مدظلہ اور حضرت مولانا مفتی محمد زاہد فیصل آبادی کے ہاتھوں پوزیشن ہولڈرز نے قیمتی تحائف وصول کیے۔

(۳) مورخہ ۲۲ نومبر مقام ہائیر سیکنڈری ہائی سکول کھیالی گوجرانوالہ میں آل ضلع گوجرانوالہ کے سرکاری اسکولوں کے درمیان مقابلہ حسن قراءت منعقد ہوا جس میں کثیر تعداد میں طلباء نے شرکت جس میں اول پوزیشن جامعہ نصرت العلوم گوجرانوالہ کے شعبہ تجوید سال اول کے طالب علم قاری محمد عبد اللہ بن محمد ضیاء اللہ نے حاصل کی، اور سرٹیفکیٹ شیلڈ اور نقد انعام حاصل کر کے اپنے مادر علمی جامعہ نصرت العلوم کا نام روشن کیا۔

ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک درمیانی حصہ کیلئے کفارہ ہے۔ (بخاری)

احکام عمرہ

مع زیارات مكة المكرمة ومدينة المنورة

(تالیف)

مولانا محمد فیاض خان سواتی

مہتمم جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

عمرہ اور زیارات حرمین شریفین کی سعادت حاصل کرنے والے خواتین وحضرات کیلئے انمول تحفہ، جس میں عمرہ کے متعلق اصطلاحات، عمرہ کا مسنون طریقہ اور مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کی زیارات کے بارے میں مستند تاریخی معلومات اور ان کا محل وقوع مختصر اور جامع انداز میں تحریر کیا گیا ہے۔ احرام و عمرہ میں پیش آنے والے جدید مسائل کے بارے میں بھی راہنمائی کی گئی ہے۔ علماء کرام اور مفتیان عظام کی پسند فرمودہ کتاب۔

ناشر

ادارہ نشر واشاعت جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ پاکستان

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب

ہمارے اکابر اور ہم!

’’مفتی (محمد رفیع عثمانی) صاحب نے فرمایا کہ آج کل ہر ایک کو یہ فکر ہے کہ وہ بڑا کہلائے اور بڑا بن جائے جبکہ ہمارے اکابر میں یہ رجحان نہیں تھا۔ ان میں بڑے بڑے القاب اور بھاری بھرکم خطابات کا معمول بھی نہیں تھا، کسی کی بہت زیادہ تعریف کی جاتی تو کہا جاتا کہ یہ بڑے مولوی صاحب ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک بار کوئی تانگے والا مدرسہ دیوبند میں آیا اور حضرت شیخ الہندؒ سے پوچھا کہ یہاں بڑے مولوی صاحب کون ہیں؟ اس وقت مدرسے میں بڑے مولوی صاحب وہی تھے لیکن انہوں نے ایک اور بزرگ کی طرف اشارہ کر دیا کہ بڑے مولوی صاحب وہ بیٹھے ہیں۔ ان سے پوچھا تو انہوں نے کسی اور بزرگ کی طرف اشارہ کر دیا حتیٰ کہ بات چلتے چلتے پھر حضرت شیخ الہندؒ تک پہنچ گئی۔ وہ خود کو چھوٹا اور دوسروں کو بڑا سمجھتے تھے اس لیے سب بڑے تھے۔ لیکن آج دوسروں کو چھوٹا اور خود کو بڑا سمجھنے کا ذوق ہے، اس لیے سب چھوٹے ہیں اور بڑا پن کم کم ہی دکھائی دیتا ہے۔ میں آپ حضرات سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج ہم دیوبند کا نام تو لیتے ہیں مگر دیوبندی مسلک ہماری نظروں سے اوجھل ہوتا جا رہا ہے۔ دیوبندیت پس منظر میں جا رہی ہے، آج ہم دیوبندیت کے نام پر جو کچھ کرتے ہیں اور ہمارے ہاں جو کچھ ہونے لگا ہے اس میں دیوبند کا اصل ذوق اور مسلک گم ہوتا جا رہا ہے۔

ہمارے بزرگوں میں ایک بڑی خوبی فنائیت کی تھی، وہ فنافی اللہ تھے۔ علامہ سید سلیمان ندویؒ نے جب حضرت تھانویؒ کی بیعت کی تو علامہ اقبال مرحوم نے انہیں خط لکھا کہ آپ تو خود بہت بڑے عالم ہیں، آپ نے یہ کیا کیا؟ سید سلیمان ندویؒ نے جواب دیا کہ میں نے تو اپنا قبلہ درست کر لیا ہے آپ بھی اپنا قبلہ درست کر لیں تو بہتر ہے۔ سید سلیمان ندویؒ فرماتے ہیں کہ جب میں تھانہ بھون کچھ دن رہ کر رخصت ہونے لگا تو حکیم الامت تھانویؒ نے آخری نصیحت کے طور پر انگلی میرے سینے پر رکھ کر فرمایا کہ ہمارے پاس تو ایک ہی چیز ہے ’’فنائیت‘‘ خود کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے فنا کر دینا۔ مگر آج فنائیت کا یہ جذبہ ہم سے کم ہوتا جا رہا ہے۔‘‘

(روزنامہ اسلام، لاہور۔ ۵ دسمبر ۲۰۱۱ء)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com